

Vol. I
No. 15.



Friday
20th March, 1953.

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

	PAGES
Starred Questions and Answers	1091— 1108
Unstarred Questions and Answers	1109— 1108
Legislative Business	1107—
General Budget—Demands for Grants	1107— 1177

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

FRIDAY, 20TH MARCH, 1953

The Assembly met at Three of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker : Let us take up questions. Shri Buchiah.

R.T.D. BUSES AT CONGRESS SESSION

*152 (31) *Shri M. Buchiah (Sirpur) :* Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) The number of R.T.D. buses kept at the disposal of the A.I.C.C. Session at Nanalnagar ?

(b) the total income earned and expenditure incurred in this behalf ?

ہوم منسٹر (شری دگمبراؤ بندو) - اے - آئی - سی - سی کی تحویل میں کوئی بس نہیں دی گئی تھی - البتہ کانگریس سیشن کے زمانے میں زائد بسیں چلانے کا انتظام کیا گیا تھا - اون زائد بسوں کی جملہ تعداد (۸۵) تھی - (بی) کا جواب یہ ہے کہ شہر کے اندر جملہ آمدنی (۸۲۳۶۰) روپے آئی - جی ہوئی اور اخراجات (۶۲۳۵۹) روپے ہوئے - یہ صرف تخمینہ ہے کیونکہ مکمل حسابات نہیں دیکھنے گئے -

شری گوپی ڈی کنگا ریڈی (نرمل - عام) - اس میں جدید بسیں کتنے تھے اور پرانے کتنے تھے ؟

شری دگمبراؤ بندو - زائد بسیں (۸۵) رکھے گئے تھے - جملہ بسیں کی تعداد تو میرے پاس نہیں ہے - سکندر آباد - افضل گنج اور نام دلی سے کانگریس نگر تک پسنجرس کو پہنچانے کا انتظام کیا گیا تھا -

شری ایم پچیا - ان (۸۵) بسوں میں نئے کتنے تھے اور پرانے کتنے تھے ؟

شری دگمبراؤ بندو - یہ میں نہیں بتا سکتا -

شری جی - ہمنٹ راؤ (ملک) - کیا اس کے لئے یوجول ریش (Usual Rates) دیکھے گئے تھے ؟

شری دگمبراؤ بندو - معذرتی رہیں رکھتے گئے تھے - مثلاً سکندر آباد سے آئے - افضل گچ سے آئے اور نام پل سے آئے آئی - جی لئے جاتے تھے -

Mr. Speaker : Let us proceed to the next question. Shri Ch. Venkatrama Rao.

(Pause)

Mr. Speaker : The member is absent. Shri Bhagwanrao Boralkar.

(Pause)

Mr. Speaker : Absent. Shri Uddhav Rao Patil.

ARREST BY POLICE

*157 (240) *Shri Uddhav Rao Patil (Osmanabad-General) :* Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

Whether it is a fact that the Police of Omerga in Osmanabad district arrested five persons in the village Ekurka, Omerga taluq, for hoisting the Red Flag of Shetakari Kamgar Paksha on 26th January, 1958 ?

شری دگمبراؤ بندو - یہ صحیح نہیں ہے کہ ۲۶ جنوری کو اپنی پارٹی کا فلاگ (Flag) لگانے کے سلسلہ میں کسی کو گرفتار کیا گیا - البتہ چار آدمیوں کو جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کسان کامگار پارٹی کے ممبرس ہیں تحت دفعہ (۵۰۱) ضابطہ فوجداری گرفتار کیا گیا اور اون کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا - دفعہ (۱۰۷) کے تحت کارروائی چل رہی ہے جو ابھی زیر تصفیہ ہے -

شری ادھوراؤ پٹیل - کیا یہ آنریبل منسٹر کو معلوم ہے کہ اون کا فلاگ ابھی تک ضبط ہے ؟

شری دگمبراؤ بندو - فلاگ ضبط ہونے کے بارے میں میرے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے -

شری ادھوراؤ پٹیل - کیا یہ کارروائی عمرگہ تعلقہ کے کانگریس پریسیڈنٹ کی درخواست پر کی گئی ؟

شری دگمبراؤ بندو - رپورٹ سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ فلاگ ہائسنگ (Hoisting) کے سلسلہ میں کانگریس کمیٹی کی جانب سے چلے ایک جگہ مقرر کی گئی تھی جس پر بعد میں کسان کامگار پارٹی کے لوگوں نے قبضہ کر لیا اور وہاں پر

فلاگ لگانا۔ جب پولیس کو معلوم ہوا کہ وہاں مذہبیڑ ہو گئی ہے تو وہ وہاں پہنچی اور جمع کو منسٹر کما گیا اور ان لوگوں پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ کیا نعتہ کانگریس کمیٹی کے پریسڈنٹ کی درخواست پر یہ کارروائی کی گئی ہے یا کسی اور ذریعہ سے پولیس کو اطلاع ملی تھی؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ اس کا کوئی نوٹ میرے پاس نہیں کہ پولیس کو کس ذریعہ سے اطلاع ملی۔ پولیس کو کسی نہ کسی طرح سے اطلاع ملی اور وہ موقع پر پہنچ گئی۔

شری اناجی راؤ گوانے (پربھنی)۔ کیا نعتہ کانگریس کمیٹی کی جانب سے اعلان کیا گیا تھا کہ فلاں جگہ پر جلسہ ہونے والا ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ یہ میں نہیں جانتا کہ لوگوں کو پہلے سے اطلاع تھی یا نہیں۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ جس جگہ لوگوں کو بلایا گیا تھا وہ پبلک پلیس (Public place) تھی یا برائیوٹ (Private) جگہ تھی؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ وہ خانگی جگہ تو نہیں تھی۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ اگر ۲۶۔ جنوری کو کوئی دوسرا فلاگ لگایا جائے تو کیا اس کی ممانعت ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ یہ ایک الگ سوال ہے کہ اگر ۲۶۔ جنوری کو کوئی دوسرا فلیگ لگایا جائے تو حکومت کیا سمجھے گی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر نیشنل فلیگ کی بجائے دوسرا فلیگ لگایا جائے تو وہ نیشنل فلیگ کی انسالت (Insult) ہوگی اور اس کو ہم کبھی ٹالریٹ (Tolerate) نہیں کریں گے۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ اگر ۲۶۔ جنوری کو نیشنل فلیگ کی بجائے کسی پارٹی کا فلیگ لگایا جائے تو کیا اسے انسالت (Insult) سمجھا جائیگا؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ یہ فلیگ کانگریس کا فلیگ نہیں ہے۔ بلکہ نیشنل فلیگ ہے۔ ہر پارٹی کو ہلالعاط سیاسی عقائد کے اس کی عزت کرنی چاہئے۔ جو سیاسی پارٹیاں ملک میں ہیں ان کا کام ہے کہ اس کی عزت کریں۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ نیشنل فلیگ کی عزت کا سوال نہیں بلکہ یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا ۲۶۔ جنوری کو نیشنل فلیگ کے علاوہ کوئی دوسرا فلیگ لگانے کی کسی قانون کے تحت ممانعت ہے یا کیا؟

Mr. Speaker: We are going into arguments.

شری دگمبر راؤ بندو۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ممانعت ہے۔

شری اودھو راؤ پٹیل - نس قانون کے تحت ایسی ممانعت ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - میں نے ممانعت کے بارے میں نہیں کہا البتہ اگر ۲۶۔ جنوری کے روز نیشنل بسک کی بیٹے دوسرا نمبر لگایا جائے تو ہم ضرور یہ سمجھیں گے کہ اتنی نیشنل (Anti-National) کام کیا جا رہا ہے ۔

SABOCHA TAX

*158 (199) Shri M. Buchiah : Will the hon. Minister for Excise, Customs and Forests be pleased to state :

(a) The total amount collected as Sabocha tax for Hyderabad and Secunderabad Toddy shops in the four months of Azur, Dai, Bahman and Isfandar during last year and this year comparatively ?

(b) the total number of Toddy and Sendhi trees numbered during the months of Azur, Dai, Bahman and Isfandar during last year and this year comparatively for Hyderabad and Secunderabad ?

منسٹر فار اکسائز ، کسٹمز اینڈ فارسٹس (شری رنگا ریڈی) - جزو (الف) کا جواب یہ ہے کہ آذر لغایتہ اسفندار سنہ ۶۱ میں (۱۱۳۰۳۲) اور آذر لغایتہ اسفندار سنہ ۶۲ میں (۱۱۳۱۶۰) روپیہ کی آمدنی ہوئی ۔ جزو (ب) کا جواب یہ ہے کہ آذر لغایتہ سنہ ۶۱ میں درختوں کی تعداد (۱۰۹۹۳۵) تھی اور آذر لغایتہ اسفندار سنہ ۶۲ میں (۸۵۲۳۲) تعداد تھی ۔

شری ایم ۔ پچا - درختوں کی تعداد اور سبوجہ ٹیکس کی مقدار میں گزشتہ سال کے مقابلہ میں یہ فرق کیوں ہے ؟

شری رنگا ریڈی - اسکی وجہ یہ ہے کہ عوام میں سیندھی پینے کا شوق کم ہو گیا اور لوگوں کے پاس پیسہ نہیں رہا ۔

شری ایم ۔ پچا - کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ اس سال بہت سے درخت بلائیں اندازی کے تراش لئے گئے ؟

شری رنگا ریڈی - میرا خیال ہے اور تفتیش سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ کے مقابلہ میں اس سال بلائیں اندازی کے بہت کم درخت تراشے گئے ۔

Mr. Speaker : What is Sabocha Tax ?

شری رنگا ریڈی - حیدر آباد میں جو سیندھی باہر سے لائی جاتی تھی لی گھڑا اوس پر کچھ محصول عائد کیا جاتا ہے جسکو سبوجہ ٹیکس کہتے ہیں ۔

شری م۔ پچیا - حیدر آباد اور سکندر آباد کی دوکانوں کے لئے کتنے گھڑے سیندھی روزانہ لائی جاتی ہے ؟

Mr. Speaker : How does this question arise ? The supplementary question should arise out of the answer.

Shri M. Buchiah : My supplementary question is out of the answer only (laughter).

ACQUISITION OF LANDS

*159 (209) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Excise, Customs and Forests be pleased to state :

(a) whether and if so to what extent lands have been acquired by the Government in Osmanabad and Bidar districts for the development of forests ?

(b) the names of owners of the aforesaid lands ?

(c) the amount paid to each of them ?
(Particularly)

شری رنگا ریڈی - سنہ ۵۲ ع کے پہلے سشن میں سوال نمبر (۳۳۸) کے جواب میں اسکی تفصیلات بتائی گئی ہیں - آنریبل ممبر اوس کو ملاحظہ فرمالیں -

شری جی - ہنمنت راؤ - میں پریکچولری (Particularly) عثمان آباد اور بیدر کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں کتنی زمین لی گئی اور وہ زمین کن کن لوگوں کے نام پر تھی - میرا خیال ہے کہ ان تفصیلات کا اوس وقت جواب نہیں دیا گیا تھا -

شری رنگا ریڈی - جس تفصیل کا حوالہ دیا گیا وہ تفصیل اوس جواب میں موجود ہے - تاہم میں بتاتا ہوں کہ وہاں (۸۰۱) ایکڑ زمین حاصل کی گئی ہے جسکا معاوضہ (۳۰۶۸۵-۳۰۶) روپیہ دیا گیا ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - جزو (ب) کا جواب بھی چاہئے کہ کن کن لوگوں سے حاصل کی گئی تھی -

شری رنگا ریڈی - یہ تمام تفصیلات اوس تختہ میں موجود ہیں - دو آدمیوں سے یہ زمین لہ گئی - ایک تو وکیل چند سے

Mr. Speaker : Full answer has been supplied before.

شری جی - ہنمنت راؤ - وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جب مسٹر صاحب کے پاس تفصیلات موجود ہیں تو وہ دے سکتے ہیں - اوس کے علاوہ یہ ہوتا

ہے کہ کوئیسچنس اور آنسرس (Questions and Answers) پرنٹ (Print) ہو کر ہمیں نہیں ملتے جس سے معلوم ہو سکے کہ کون سے سوال کا جواب دیا جا چکا ہے۔

مسٹر اسپیکر - ٹیبل پر تو رکھے جاتے ہیں ۔

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا بھولچند گاندھی صاحب کی زمین بھی حاصل کی گئی ہے ؟

شری رنگا ریڈی - یہ سوال بھی اوس وقت ہوا تھا - بھولچند گاندھی صاحب سے نہیں بلکہ ویمل چند گاندھی جو اون کے بھتیجے یا اون کے رشتے کے بھائی ہوتے ہیں اون سے حاصل کی گئی تھی ۔

شری جی - ہنمنت راؤ - کس ریٹ (Rate) سے - یہ زمین حاصل کی گئی ؟

شری رنگا ریڈی - اس کا حساب آپ لگائے - (۷۴۶) ایکڑ زمین حاصل کی گئی تھی جس کی قیمت (۱۶۲۲۲) روپے ہوئی اور قانون حصول اراضی کے تحت (۱۰) فیصدی اضافہ بھی دینا پڑتا ہے اس طرح اسکی جملہ قیمت (۱۸۶۵۰-۶-۶) روپے ہوئی ۔

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا اس زمین میں زیادہ پتھرے ہیں ؟

Mr. Speaker : This is irrelevant.

شری ادھورائی ٹیل - اس زمین کی فی ایکڑ مالگزار کی کیا ہے ؟ یا یہ بتلائے کہ پوری زمین کی کیا مالگزار ہے ؟

شری رنگا ریڈی - اس کی تفصیلات میرے پاس نہیں ہیں ۔

FOREST OFFICERS

*160 (262) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Excise, Customs and Forests be pleased to state :

(a) whether it is a fact that forest officers are not allowing the Koyas of Lingal, Mulug taluq to take wood and grass to construct their huts ?

(b) if so, for what reasons ?

شری کے۔وی۔ رنگا ریڈی - احکام نافذ الوقت مندرجہ گشتی نشان (۱۰) مجریہ محکمہ معتمدی مال باہتہ سنہ ۱۳۵۰ء کے لحاظ سے صرف بصورت طغیانی و آتشزدگی چوپینہ مفت دیا جاسکتا ہے ۔ اس قسم کی کوئی شکایت سرشتہ جنگلات میں تاحال وصول نہیں ہوئی ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ کسی مقامی ملازم جنگلات نے ان کو بار موصیہ جنگلات کو احکام نافذ الوقت سے مطلع کیا ہو ۔

ب۔ احکام نافذ الوقت کے خلاف کوئی بدادوار صحرانہ مفت نہیں دیا جاسکتی ۔

شری جی ہنمنت راؤ۔ کوپاز کو وہاں بسا کر جو ہٹا دیا گیا کیا یہ طفیانی سے کچھ کم ہے؟

Not answered

شری کے۔ ایل۔ نرسہوان راؤ (یلندو)۔ ذاتی آراضیات والوں کو بھی آپ لکڑی نہیں اپنے دیتے اسکی کیا وجہ ہے؟

شری کے۔ وی رنگا ریڈی۔ میں سمجھتا ہوں آنریبل ممبر کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ری ہیبیلیشن (Rehabilitation) کے سلسلے میں سوشل سروس کی جانب سے برابر لکڑی دی جاتی ہے۔ آپ نے کوپاز کے متعلق سوال کیا ہے۔ کوپاز کو قوم ہونے کی وجہ سے کوئی لکڑی نہیں دی جاتی۔ بلکہ آتشزدگی یا طفیانی کی صورت میں سرشتہ جنگلات فوری ضرورت کیلئے مفت لکڑی دیتا ہے۔ ری ہیبیلیشن کا تعلق سوشل سروس سے ہے وہ لکڑی سربراہ کرتا ہے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ کیا لنگال کی جھونپڑیاں اس سے متعلق نہیں ہیں؟

Mr. Speaker : It is a matter of opinion.

شری کے۔ ایل۔ نرسہوان راؤ۔ ری ہیبیلیشن کے سلسلے میں دو تین سال زمینوں کو ویسا ہی رکھا جاتا ہے اور پھر وہاں سے گھاس اور چوپینہ لینے سے بھی عوام کو باز رکھا جاتا ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے؟

شری کے۔ وی رنگا ریڈی۔ اگر یہ زمین ان لوگوں کی ملک ہو تو انہیں چٹھیان دیا کر آزادانہ طور پر وہاں کی لکڑی اور گھاس استعمال کرنے کیلئے اجازت دی جاتی ہے۔ اگر زمین سرکاری ہو تو اجازت نہیں دی جاتی۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ (اپا گوڑہ)۔ کیا سوشل سروس ڈپارٹمنٹ کی جانب سے فارشس ڈپارٹمنٹ سے یہ مانگ کی گئی ہے کہ کوپاز کو جنگل کا سامان دیا جائے؟

شری کے وی رنگا ریڈی۔ چند مقامات کیلئے ایسی سفارش کی گئی ہے۔ قانوناً جنگل کٹا کر نہیں دیا جاسکتا۔ بعض مقامات پر دیگر اغراض کیلئے جنگل قطع کرنے کی ضرورت تھی۔ وہاں میں نے لکڑی مفت سپلائی (Supply) کروائی ہے۔ اسی طرح ہمارے اس ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ شاخ تراشی کی جاتی ہے تاکہ درخت بڑھ سکے۔ لیکن رقم نہونے کی وجہ سے سرشتہ یہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے ان لوگوں کی ضروریات کو رفع کرنے کیلئے شاخ تراشی کے ذریعہ چوپینہ سپلائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے انکی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا اس میں لنگال بھی ہے؟

شری کے وی رنگا ریڈی۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس میں لنگال نہیں ہے۔ میرے عادل آباد اور موٹگل کے مقامات کا خیال ہے۔

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا یہ صحیح ہے کہ لنگال گاؤں کی جھونپڑیاں جلادی گئی ہیں ؟

شری کے وی رنگا ریڈی - میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ لنگال ہو یا حیدر آباد یا سکندر آباد - کسی جگہ بھی جھونپڑیاں جاتی ہیں اور اسکے لئے چوبینہ کی خواہش کی جاتی ہے تو مفت دیا جاتا ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - جھونپڑیاں جلنے کے باوجود لکڑی نہیں دیکھی ہے - میں اس لئے دریافت کر رہا ہوں -

شری کے وی رنگا ریڈی - اگر مکانات جلیں اور اسکی اطلاع دیجائے تو ایک خاص مالیت کی حد تک تعلقدار کو چوبینہ دینے کی اجازت ہے - ہمارے کنزرویٹر بھی اجازت دیتے ہیں - اس سے بڑھکر چوبینہ کی ضرورت ہو تو صدر المسام اجازت دے سکتے ہیں - جہاں کہیں ایسی اطلاع ملی ہے میں نے اجازت دی ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - احکام تو ہیں مگر وہاں عمل نہیں ہوتا کیا کریں -

شری کے وی رنگا ریڈی - یہ آپ صاحبین کی غلطی ہے - میں نے کل ہی کہا ہے کہ چوکیدار کی کافی نگرانی ہونی چاہئے - اور اگر کہیں کسی عہدہ دار نے غلطی کی ہے تو اسکی بھی کارروائی ہو سکتی ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - اگر آپ کو اسکی اطلاع دیجائے تو کیا آپ اب انتظام کریں گے ؟

شری کے وی رنگا ریڈی - بیشک - اگر واقعہ صحیح ہو اور آپ جو بیان کر رہے ہیں وہ محض آپ کی سماعی خبر نہ ہو تو اس پر ضروری کارروائی کی جائیگی -

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا منسٹر صاحب کو اتنے سوالات کے باوجود بھی اس واقعہ سے متعلق تشفی نہیں ہوئی -

Mr. Speaker : No need of arguments.

شری جی - ہنمنت راؤ - آرگیمینٹس کا سوال نہیں ہے - (۴۰) غمیلز کے جھونپڑیاں جلنے کی وجہ سے انہوں نے اس کا مطالبہ کیا تھا اور تعلقدار صاحب کے پاس بھی درخواست دی تھی لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا اس لئے یہ سوال کرتا ہوں -

GROW MORE FOOD CAMPAIGN.

*162 (302) Shri Shrihari (Kinwat) : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

The progress of the Grow More Food Campaign in Adilshad district during the last three years ?

Minister for Agriculture and Supply (Dr. M. Chenna Reddy):
A statement is laid on the table of the House.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - ٹیبل پر رکھنے کا کیا طریقہ ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرے آنربل ممبرس کو بھی اس سوال کے جواب کی ضرورت ہو۔ میں ورنٹی کرونگا کہ اس کا ہاؤس میں جواب دیا جائے۔

Dr. M. Chenna Reddy : I may submit that the practice in Parliament is to lay the statements on the table of the House. We observed the same procedure in our previous sessions also. You made it clear on a prior occasion that the statements so laid on the table of the House will be made available to the hon. Member who has put the question. Now, if you permit me, Sir, I do not mind reading out the statement.

Shri V. D. Deshpande : I request that it be read out.

Mr. Speaker : All right. The hon. Minister may read out the statement.

(The Statement was then read out)

Statement.

GROW MORE FOOD ACHIEVEMENTS IN ADILABAD DISTRICT

No.	Item	1950-1951		1951-1952		1952-1953	
		Achievement	Extra pro- duction in tons	Achieve- ment	Extra pro- duction cumulative for two years.	Achieve- ment	Extra pro- duction cumulative for three years
1	2	3	4	5	6	7	8
A. Works Schemes :							
1.	Construction of new wells (Nos.)	..	103	..	330	..	330
2.	Repairs to old wells	9	..	14.4	..	14.4
3.	Supply of oil engines	17	15	128	6	152
4.	Supply of tractors	1	38	1	66
5.	Supply of rebats	5	4	18	4	26
B. Supply Schemes :							
6.	Distribution of imp. rice seed (Mds)	75	5	973	64	2159	142
7.	do Jowar seed	20	8

	do	Wheat seed	..	5	0.15	5	0.15	5	0.15	5	0.15
	do	Green manure	..	16	6	52	20	276	110	110	110
99.	do	G. N. Cake (Tons)	..	181	65	30	15	41	20.5	20.5	20.5
01.	do	P. F. Mixture	..	88	162	76	140	65	119	119	119
11.	do	Other fertilizers	..	1	1.67	57	95	95	95
12.	do	Compost	..	778	20	2191	57	9377	243	243	243
13.											
	C. Plant Protection Schemes :										
14.	Distribution of sulphur (Acres)	(Lbs.) 1143	400	1860	476	1239	433	433	433
15.	Paddy Hispad		72	4	283	17	17	17
	D. Grow More Cotton :										
16.	Distribution of imp. Cotton seed		..	(Mds) 16026	1402 Bales	15501	1356 Bales	15430	1350 Bales	1771 and 1350 bales of cotton	1771 and 1350 bales of cotton
	Total		1082 and 1402 Bales of cotton	..	1299 and 1356 bales of cotton

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - اس کی وجہ سے کل کتنا اناج زیادہ پیدا ہوا ؟
 شری ایم۔ چناریڈی - سزاں صرف عادل آباد ضلع سے متعلق ہے اس لئے پوری
 اسٹیٹ کا فیکر میرے پاس اس وقت نہیں ہے

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا یہ صحیح ہے کہ جو ٹو کٹرس سبلائی کٹیے
 کٹیے انہیں کٹی بار درست کرنا پڑا؟

شری ایم۔ چناریڈی - جو ٹو کٹرس انڈیو پولس کو دئے جاتے ہیں ان کے خراب
 ہونے کا انحصار اس کے استعمال اور حالات پر ہے اس کی نگرانی زمین کی حالت - آئیل
 اور ڈرائیوروں کے استعمال پر انجن کی کارکردگی منحصر ہوتی ہے -

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا آئریبل منسٹر کو اس کی خبر ہے کہ پہلے سال
 جو کی بتلائی گئی ہے وہ ٹو کٹرس کے ٹھیک کام نہ کرنے کی وجہ سے ہوئی -

شری ایم۔ چناریڈی - مجھے اس کی خبر نہیں ہے -

مسٹر اسپیکر - دوسرا سوال - شری سید حسن -

(Not present)

شری ڈی۔ راماسوامی - (ناگر ڈرنول) - اسپیکر - میرا ایک ان اشارڈ کوٹسچن
 ۱۹ - مارچ کے لئے تھا - لائبریری میں اس کا جواب نہیں رکھا گیا ہے -

Mr. Speaker : It will be placed.

Unstarred Questions And Answers

POLICE EXCESSES

*153 (91) Shri Ch. Venkatrama Rao : (Karimnagar) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Police Sub-Inspector of Parkal severely beat a washerman by name Katharaju Kanakayya on 28th December 1952 ?

(b) whether any representation was made in this behalf ?

(c) If so, what action has been taken thereon ?

Shri Digamber Rao Bindu : (a) No.

(b) Yes.

(c) Enquiry revealed that the allegation was baseless.

*154 (92) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Huzurnagar police beat severely the following Kisan Sabha workers on 9-1-1953 ?

1. Turuka Ramulu.
2. Atukuri Venkulu.
3. Tirpatayya.
4. Shrimati Susheela.
5. Shrimati Lingamma.

(b) Whether it is also a fact that Gopishouri Reddy, a Congress leader, the defeated candidate of Huzurnagar and some other congress workers also took part in beating the above persons ?

(c) If so, for what reasons ?

Shri Digamber Rao Bindu : (a) No.

(b) That is not a fact.

(c) Does not arise.

CASES OF DACOITIES

*155 (93) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the number of dacoities and robberies has increased in 1952 ?

(b) If so for what reasons ?

(c) The number of cognizable cases registered in 1951 and 1952 ?

Shri D.G. Bindu : (a) Incidence of dacoities has decreased in all the districts, while robberies showed an increase only in two districts, viz., Khammam (Warangal) and Adilabad.

(b) The increase in the incidence of robberies in Adilabad district is attributed to increased terrorist activities. In Warangal South, the increase is attributed to the operation of some professional gangs, who have since been traced and brought to book.

(c) The total number of cognizable cases registered in 1951 and 1952 is as below :—

	1951	1952	Difference
1. Murders Sec. 302 to 307 .I.P.C.	918	763	—155
2. Robberies „ 392 to 394 . „	817	676	—141
3. Dacoities „ 395 to 397 . „	1077	524	—553
4. Theft „ 379 to 381 . „	6963	6824	—139
5. House-breakings, sec. 454-457 „	5228	4923	—305
5. Miscellaneous sec. 147, 148 363, 48, 168, 164 I.P.C. „	65469	51618	—13851

CONVICTS IN JAILS

*156 (319) *Shri Bhagwanrao Boralkar* (Basmat-General) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) The number of convicts admitted in Jails and the number of prisoners released from the State Jails during 1952 ?

(b) The number of convicts released :

- (1) Due to expiry of the sentence period.
- (2) as a result of appeals.
- (3) on payment of fines.
- (4) on giving security.
- (5) under remission rules.
- (6) on the recommendation of the Revision Board.

(c) The number of convicts who escaped ?

Shri D. G. Bindu : (a) The number of convicts admitted in Jails during 1952 is 11,558 and the number of prisoners (convicts and U/ts) released from the State Jails during the same period is 20,245 (9367 under-trials and 10876 convicts).

(b) 1—6,373 ; 2—597 ; 3 & 4—784 ; 5—1583 ; 6—188.

(c) Six.

RETRENCHMENT IN CUSTOMS DEPARTMENT

*161 (36) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Excise, Customs & Forests be pleased to state :

(a) Whether Government have retrenched any employees in the Customs Department ?

(b) Whether any further retrenchment in the above Department is under contemplation?

Shri K.V. Ranga Reddy : (a) Yes.

(b) There will be wholesale retrenchment if, as at present envisaged, export customs is abolished with effect from 1st April, 1954.

PROMOTION OF TEXTILE INSPECTOR

*163 (338) *Shri Syed Hasan* (Hyderabad City) : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that an officer holding the post of Chief, Inspector Textile was first promoted according to merits and then reverted to his original post, as a result of an appeal made by senior officer, and consequently to provide for the former officer, another senior officer was sent back to his parent department and promotion was given to Mr. Srinivasa Reddy the former officer who was reverted?

(b) If so, for what reasons?

Dr. M. Chenna Reddy : (a) Yes. But the reversion of another senior officer to his parent department was not done to provide promotion for the reverted Chief Textile Inspector, as alleged.

(b) *Shri S. Reddy*, Chief Textile Inspector, was first promoted on merits supported by the recommendations of the P.S.C. On appeal, however, by a senior officer, the P.S.C. revised its decision as a result of which *Shri Reddy* was reverted to his original post. Subsequently *Shri Reddy* obtained his promotion to the vacancy by the reversion of Mr. Narsingdas, another senior officer, to his parent department on an equivalent grade. *Shri Reddy* had worked for 1 year as Assistant Textile Commissioner and hence was found suitable for promotion.

RAPE BY POLICE

56 (20) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether the Government is aware that a police constable at Koppal committed a rape in the month of January 1958 on a lambadi woman Ganga Bai by name?

(b) Whether any representation was made to the authorities in this matter ?

(c) If so, what action has been taken against the said police constable ?

Shri D.G. Bindu : (a) It is not a fact.

(b) No. But this allegation was a "news item" in Hyderabad Bulletin dated 22nd January 1953. The D.S.P. made personal enquiries on the basis of the news item and found it baseless and incorrect.

(c) Does not arise in view of the above.

TORTURE BY POLICE

57 (21) *Shri Ch. Venkatrama Rao :* Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that Shri Punnam of Bendalapadam village in Kothagudem area was severely tortured while he was under police custody in the month of January 1953 ?

(b) If so, for what reasons ?

Shri D.G. Bindu : (a) No. It is not a fact.

(b) Does not arise.

ARREST BY POLICE

58 (22) *Shri Ch. Venkatrama Rao :* Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Police of Nagireddygudem in Huzurnagar taluq arrested Shri Bhishamayya on 6-2-1953 ?

(b) Whether it is also a fact that he is kept in the Police Station even now and is being severely tortured ?

(c) If so, for what reason.

Shri D.G. Bindu : (a) Iruku Biksham alias Hanumanthayya not Bikshamayya was arrested on 7th February 1953 under section 307 I.P.C.

(b) No. This is not correct.

(c) Does not arise.

Legislative Business

Shri D.G. Bindu : Sir, I beg to introduce L.A. Bill No. VII of 1953, a Bill to provide for the release on probation of first offenders.

Mr. Speaker : The Bill is introduced.

شری وی۔ ڈی۔ دشیپانڈے - مسٹر اسپیکر سر - پائنٹ آف انفرمیشن (Point of information) جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے اور صرف خاص کا جو معاوضہ دیا جاتا ہے اس کی بابتہ کہیں ڈیمانڈ نہیں آیا ہے - یہ سوال ہاؤس کے سامنے اٹھایا گیا تھا کہ وہ چارج ہے یا غیر چارج ہے - وہ کس ڈیمانڈ میں آئیگا اس کی نسبت فیصلہ ہونا ہے - متعلقہ مسٹر کے ڈیمانڈس اس سے پہلے ہی گزر چکے ہیں - کل ڈیمانڈس کا آخری دن ہے - ۶-۴ دن پہلے یہ سوال اٹھایا گیا تھا - لیکن اب تک اس بارے میں مطلع نہیں کیا گیا ہے - آخر اس کا کیا ہوگا -

مسٹر اسپیکر - اگر اس کی نسبت ڈیمانڈ یہاں پیش ہونا ہے تو ہمیں ہوگا - اس بارے میں چیف مسٹر صاحب سے دریافت کیا ہے وہ کل جواب دے دیں گے -

General Budget Demands for Grants

Minister for Commerce, Industries and Labour, Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 1,09,000 under Demand No. 19 (Mines) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 1,09,000 under Demand No. 19 (Mines) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 17,29,000 under Demand No. 30 (Industries) be granted to the Rajpramukh, to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

1108 20th March, 1953. General Budget - Demands for Grants

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 17,29,900 under Demand No. 30 (Industries) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh".

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 1,49,400 under Demand No. 32 (Inspector of Factories) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 1,49,400 under Demand No. 32 (Inspector of Factories) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 5,76,900 under Demand No. 33 (Labour Department) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 5,76,900 under Demand No. 33 (Labour Department) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 2,18,800 under Demand No. 38 (Directorate of Resettlement & Employment)

be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 2,13,800 under Demand No. 38 (Directorate of Resettlement & Employment) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 32,30,000 under Demand No. 52 (Stationery & Printing) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 32,30,000 under Demand No. 52 (Stationery & Printing) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh".

Mr. Speaker : We shall now take up motions for reduction of grants.

DEMAND NO. 19—RS. 1,09,000—SCIENTIFIC DEPARTMENTS.

WORKING OF MINES DEPARTMENT IN KARNATAK DISTRICT

Shri Makhdoom Mohiuddin (Huzoornagar) : I beg to move :

"That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100."

1110 20th March, 1953. General Budget—Demands for Grants
WORKING OF MINES DEPARTMENT IN TELENGANA

Shri S. Ramanatham (Hanamkonda) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 30—RS. 17,29,900—INDUSTRIES.

PROGRESS OF COTTAGE INDUSTRIES.

Shri Pendem Vasudav (Guzwel) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

FAILURE OF GOVERNMENT IN PROTECTING THE NIRMAL
INDUSTRIES.

Shri Gopidi Ganga Reddy : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

INDUSTRIAL PROBLEMS IN THE CITY OF HYDERABAD

Shri Makhdoom Mohiuddin : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

INDUSTRIAL PROBLEMS IN TELENGANA.

Shri S. Ramanatham : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

TEXTILE INDUSTRY IN MARATHWADA.

Shri V.D. Deshpande : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

FUNCTIONING OF STATE-OWNED INDUSTRIES.

Shri Syed Akhtar Hussain (Jangaon) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

GOVT.'S FAILURE TO HAVE EFFECTIVE CHECK ON INDUSTRIES.

Shri K. Ananth Reddy (Balkonda) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

1112 20th March, 1953. General Budget - Demands for Grants
GOVERNMENT'S INDUSTRIAL POLICY.

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

PROGRESS OF INDUSTRIAL DEVELOPMENT.

Shri Uddhav Rao Patil : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

VARIED INDUSTRIAL POLICY OF GOVERNMENT IN RESPECT
OF MAJOR INDUSTRIES AND COTTAGE INDUSTRIES

Shri K.R. Veeraswamy (Kalwakurti Reserved) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 33—RS. 5,76,900 LABOUR DEPARTMENT
IMPLEMENTATION OF SHOPS AND ESTABLISHMENTS ACT

Shri V.D. Deshpande : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

WAGES OF AGRICULTURAL LABOURERS.

Shri V.D. Deshpande : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

CONDITION OF TANNERY AND TEXTILE WORKERS.

Shri S. Ramanatham : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

GOVERNMENT'S ATTITUDE TOWARDS TRADE UNIONS

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

RETRENCHMENT OF INDUSTRIAL WORKERS.

Shri Makhdoom Mohiuddin : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF LABOUR DEPARTMENT.

Shri Annaji Rao Gavane : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 38—RS. 2,13,800 DIRECTORATE OF RE-
SETTLEMENT AND EMPLOYMENT AND FURTHER EDUCATION

GROWING UNEMPLOYMENT IN NIRMAL TALUQ

Shri Gopidi Gangareddy : I beg to move.

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved.

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOY-
MENT

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move.

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved.

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 52—RS. 32,30,000—STATIONERY AND PRINTING
DEPARTMENT

INEFFICIENCY IN STATIONERY AND PRINTING DEPART-
MENT

Shri V. D. Deshpande : I beg to move.

“That the grant under Demand No. 52 be reduced by Rs. 100.”

— Mr. Speaker : Motion moved:

“ That the grant under Demand No. 52 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : We will now take up general discussion.

శ్రీ రామనాథం,

మిస్టర్ స్పీకర్, సర్ తెలంగాణ ప్రాంతములో కార్మికుల పరిస్థితి చాలా దీనంగా ఉంది.....

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : I request the Member to speak in Hindi so that I may be able to understand his speech. I think he can speak in English as well.

Shri Ramanadhan : The speech is not after all meant for the Minister alone.

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : If he can speak in Urdu ; I do not mind. I believe the motions for reduction are meant more for me then for others.

శ్రీ. ఆల్ రామనాథం :—మిస్టర్ స్పీకర్ సర్, తెలంగాణా కే మజదూరీ కీ హాలత్ బహుత్ కర్రాబ్ హై । తెలంగాణా గవర్నమెంట్ పర్ వాజే హై కి ఆంక బహుత్ బేకవర్డ్ (Backward) విలాకా రహా హై, జహా పర్ ఆమ్ మజదూరీ కీ హాలత్ బహుత్ గిరి హుజీ హై । బహుత్ వర్షో సే జో మీ ఇండస్ట్రీజ్ (Industries) యహా పర్ కాయమ్ హుజీ హై అనుమే కమ్ తనఖ్వాహ్ పర్ మజదూరీ కో ఇస్తేమాల్ కర్ కే లూటనే కీ ఆర ఇస్ తరహ్ సే అపనా ఫాయదా జ్వాదా సే జ్వాదా కర్వా లెనే కీ కొశిష్ అబ్ తక్ హుతీ ఆజీ హై । ఖాసకర్ జంగ్ కే జమానే మే య్ లూట్ క్సోత్ బహుత్ హుజీ । లెకిన్ జంగ్ కే బాద్ పూరే ముల్క్ మే ఇండస్ట్రీయల్ క్రైసిస్ (Industrial Crisis) శుర్క హొ గయా హై । ఇస్ జమానే మే ఇండస్ట్రీజ్ కో చలానే మే ఇండస్ట్రీయల్ అండ్ గవర్నమెంట్ నే జో రవ్వీయా ఆస్తియార్ కియా హై బహ్ మజదూరీ కే బిస్కుల్ క్షిలాఫ్ పడ రహా హై । బో తో మాననా హీ చాహియే కి ఇండస్ట్రీజ్ బిస్కుల్ కమ్ ఫావదే పర్ చల రహీ హై । బహ్ మేరే క్షియాక్ సే గవర్నమెంట్ కీ నాజ్ హులీ తో మీ నహీ కహూగా, లెకిన్ బవజిన్తజానీ కీ వజహ్ సే హీ రహా హై జీసా మీ సమ్మతా హు । ఇస్కా సిఫ్ హేదరాబాద్ కీ हुकूमత్ కీ పొలిసీ సే తాల్లుక్ నహీ హై బల్కి పూరే హిందూస్తాన్ మే జో ఇండస్ట్రీయల్ పొలిసీ హై అస్కీ వజహ్ సే యహా కే మజదూరీ పర్ బహుత్ బార పడ రహా హై ఆర వే కాఫీ నుకसान మే హై । తెలంగాణా మే కోల్ మైన్స్ (Coal Mines) ఆంక బహుత్ బడీ ఇండస్ట్రీ హై జో దక్షిణ్ భారత్ కే దూరే కార్కానీ కీ చలానే మే బడీ హిస్సా రక్తీ హై । ఇస్ ఇండస్ట్రీ కే మజదూరీ కీ బజాబీ కే లియే జో కుల్ గవర్నమెంట్ కర్ రహీ హై బహ్ మీ సిఫ్ నాకాఫీ హీ హై బల్కి మజదూరీ కీ కాఫీ నుకसान పడుచానాల్సీ హై । యీ పొలిసీ టెక్స్టైల్ ఇండస్ట్రీ (Textile Industry) మే ఆర కేన్ ఇండస్ట్రీ (Cane Industry) మే జాహీర్ హై తెలంగాణా మే యే తీన్ చార్ ఇండస్ట్రీజ్ హై జో అహ్మియత్ రక్తీ హై, ఆర ఇసీ లియే తెలంగాణా కే మజదూర్ ఆర్ ఆమ్ తబకాత్ అపనీ ఇండస్ట్రీ మే ఫాయదా కమానే కే లియే పొలిసీ తయార్ కర్తే ఆ రహే హై । గవర్నమెంట్ కీ నాకానీ కీ వజహ్ సే అపనీ

जरूरियात को पूरा करने के लिये वहां के जिडस्ट्रिअलिस्ट्स और मजदूर अिम बात में मुतफिक है कि अुनको रहने के लिये मकान नहीं मिले। आजकल अुनकी हालत बेहतर बनाने के लिये कुछ न कुछ काम किया जा सकता है, मगर गव्हर्नमेंट अुसपर कुछ भी अमल नहीं कर रही है। वरंगल टेक्स्टाकील मिल में तकरीबन ४ हजार से ज्यादा मजदूर काम करते हैं, लेकिन वहां पर भी जो हालत है अुसकी वजह से मजदूरों का काफी नुकसान हो रहा है। जंग के जमाने में मिल के मालिकों ने और गव्हर्नमेंट ने चूकि गव्हर्नमेंट का अुसमें बहुत सा हिस्सा है, ज्यादा फायदा हामिल किया है। अुसीसे अब मिल बढ़ाने की कोशिश की जा रही है, और अुसके साथ साथ मजदूरों पर वर्क लोड (Work Load) बढ़ाने की भी कोशिश की जा रही है। अिससे पहले जहा मजदूर दो लूम (Looms) चलाते थे वहां अब चार लूम चलाये जाने की कोशिश की जा रही है। चूकि यह अंक टेकनिकल डिपार्टमेंट (Technical Department) है, और अिसके बारे में मैं ज्यादा नहीं जानता, अिस लिये अुसके डीटेल्स (Details) में न जाते हुअे मैं सिर्फ अितना ही कहूंगा कि गव्हर्नमेंट और जिडस्ट्रिअलिस्ट्स दोनों मिलकर मजदूरों पर वर्क लोड (Work Load) बढ़ाने की नापाक कोशिश कर रहे हैं। अिससे मजदूरों को बहुत नुकसान पहुंच रहा है। गुजिस्ता साल मजदूरों ने तीन महीने का बोनस (Bonus) मांगा, मगर वह नहीं दिया गया। सिर्फ डेढ महीने का बोनस दिया गया। अिस पर मजदूरों ने स्ट्राीक (Strike) की नोटीम दी। अिसके बारे में जब बैलट (Ballot) लिया गया तो ७० फीसद मजदूरों ने स्ट्राीक के मुवाफिक वोट दिये हैं, लेकिन अब तक गव्हर्नमेंट ने अिसके बारे में कुछ नहीं किया है।

अिसी तरह से केनिंग जिडस्ट्री जो वरंगल में बहुत बड़ी जिडस्ट्री है, गये दस साल में काफी गिर गयी है। वहां तकरीबन ३० केनिंग जिडस्ट्रीज थीं लेकिन अब सिर्फ सात या आठ ही चल रही हैं। अिस प्रकार तकरीबन अंक हजार मजदूर बेकार हो गये हैं, और अुनकी हालत बहुत खराब है, अुनको खानेपीने की तक नहीं मिल रहा है। अिसके चार पांच साल पहले जब यह हुकूमत यहां नहीं आयी थी, अंक स्कीम निकाली गयी थी कि अिस केनिंग जिडस्ट्री की हुकूमत के पैसे से आगे बढ़ाने की कोशिश की जाय। लेकिन वह स्कीम अब तक आगे नहीं बढ़ायी गयी, और गव्हर्नमेंट ने अिसमें अब तक कुछ भी नहीं किया है। अिस वजह से मजदूरों की हालत खराब होते जा रही है, और अुनमें बेचैनी पैदा हो रही है। दूसरी बात यह है कि अब अंग्रेज के बाद से डेमॉनिटायजेशन स्कीम (De-monetisation Scheme) खानेवाली है। अुससे मजदूरों की आमदनी में काफी कमी होनेवाली है। साठ रुपये पानेवाले मजदूर को कम से कम दस रुपये कम मिलेंगे। अिससे भी आम बेचैनी फैलती जा रही है।

किंग जिड

अखिर मैं मैं अितना ही कहना चाहता हू कि गव्हर्नमेंट को चाहिये कि वह वर्क लोड बढ़ाने की स्कीम को फौरन बंद करने की कोशिश करे, टेक्स्टाकील के मजदूरों को तीन महीने का बोनस दिया जाय, और मजदूरों के लिये अल्प से अल्प मकानाव बनवाने का अिन्तजाम करे। अिस जंग खाने मगर गव्हर्नमेंट और करेगी असी मुझे आशा है।

जिडस्ट्रीज के अिसके बारे में अिसके बारे में

Shri K. R. Veeramany: Mr. Speaker Sir, I have moved my out motion to discuss the varied industrial policy of the

Government with regard to major industries and cottage industries in the State. At the very outset, I wish to say that the industrial policy pursued by the Government of Hyderabad has been of very little help to our State industries. Why I am saying this is because the local industries are being alienated and given to foreign interests. It has been said that it has been the political tactics of the Members of the Opposition to say that our industries are being alienated and given to foreign countries, but I want to prove by figures and facts that we are not selling our industries to Birlas but to the foreign industrialists, because Birlas are the junior partners of the British, and the Americans. It will be of great interest for the hon. Members to know that the famous Birlas Ball-Bearing Co. is not purely a Birla concern and Mr. Hoffman a Britisher has got 43% shares in the concern, and as such gets 43% of the profits of the concern. So, it does not sound correct to say that we are selling our industries only to our own industrialists and are trying to improve those industries. I shall here read out for the information of the hon. Members a joint announcement made after the Commonwealth Ministers conference held at London, which will be of interest. This clearly portrays how our industries are being captured by foreigners—not by Birlas or Dalmias but by foreign industrialists and how quietly and silently the British and American capital is flowing into our country. The policy enunciated by the Commonwealth Ministers at the London Conference is :

“ 1. Throughout the Commonwealth there is wide scope for world needs food and agricultural products, mineral and engineering products and improving the means for transferring them.

2. The United Kingdom is the traditional source of external capital for Commonwealth investment and has special responsibilities in the colonial territories. The United Kingdom Government are determined that the flow of capital from London for sound development throughout the Commonwealth shall be maintained and increased.

3. The Conference welcomed the proposal by a group of important financial, industrial and commercial concerns in the United Kingdom to form a company to further development in other countries of the Commonwealth and the Colonial Empire.

4. The International Bank will be moved to make sterling available for lending by the Bank for projects designed to improve the sterling area's balance of payment.

5. There was general recognition at the conference of the value of existing preferences.

It is further agreed that all Sterling area Governments should strive to attain this by reducing such obstacles as controls over the movement of capital across the exchanges.

6. There was general recognition at the conference of the value of existing preference.

7. The aims of their co-operation are entirely consistent with their close ties with the U. S. A. and the Members of the organization for European Economic Co-operation. " This is the policy of the British Industrialists with regard to the penetration of their capital into India, and specially into other Commonwealth countries. I would here like to quote some figures which vividly prove how the foreign industrialists in collaboration with our industrialists are capturing our industries and quietly gaining control of the finances of the country and ultimately political power in India. In 1948 the number of British projects in India was 12 and the investment Rs. 2.8 crores; in 1949 the number of projects was 27 and investment Rs. 1.5 crores; in 1950 the number of projects was 14 and investment Rs. 1.16 crores; in 1951 the number of projects was 16 investments Rs. 28.18 crores. Thus the total number of British projects up to June 1952 was 69 and the amount of investments was Rs. 38.70 crores. The figures for American capital invested are: in 1949 the number of projects was 8 and the investment was Rs. 0.05 crores; in 1948, of course, the American capital did not invest anything in India; in 1950 the number of projects was 4 and the investment was 0.01 crores; in 1951 there were 5 projects and the investment, was Rs. 17.01 crores; in 1952 up to June there was 1 project and the investment was Rs. 2 crores. The total number of the American projects, thus, in India are 18 and the investment was Rs. 19.07 crores. This is how foreign capital is penetrating into our country. It does not redound to our credit or sound good to say, that we are selling our Industries, especially those in our State, to Birlas. Birla has got with the British Industrialists a contract to alienate our Industries and to share the profits between the two. Therefore, if the Birlas take over our Hyderabad Industries, it is not our people who are going to be profited, but it is the foreign investors. The policy of the Government has been to alienate our industries and allow the foreign capital to control our industries.

Regarding the cottage industries, what has been the policy of the Hyderabad Government? As a member of the Cottage Industries Board, I know something about the development of cottage industries in the State. As we know the U. P. Government is spending about 70 lakhs of rupees and the Madras Government is spending about 50 lakhs of rupees and but what is the investment of our Government on cottage industries? It is not spending more than Rs. 10 lakhs, and out of this sum of Rs. 10 lakhs more than Rs. 6 lakhs are spent on establishment and other charges. With the remaining Rs. 4 lakhs can you expect any development of cottage industries? Certainly not. Cottage industries are intended to reduce unemployment in the country, but how are we going to reduce unemployment in the country with such a small amount of investment in cottage industries? Merely shouting slogans and taking the name of Mahatma Gandhi and Cottage Industries is not going to solve the cottage industries problem. At the last executive committee meeting of the Cottage Industries, the hon. the Commerce Minister stated that the Government were going to give more money for the development of cottage industries and that they were going to establish a separate Directorate for cottage industries, or, if not a separate Director at least a Joint Director for Cottage Industries. But nothing has happened till now; neither a Joint Director nor a separate Director has been established for the development of cottage industries. Neither the Government has been patronizing the cottage industries nor does it help in purchasing the cottage industries products. At this rate, I think that our cottage industries cannot be developed.

Coming to the investments made in our industries, I would like to take the cases of Taj Clay Works, Ajanta Fabrics and the Hyderabad Tanneries, etc. Many lakhs have been invested in these concerns, but we know that today we cannot salvage even a few lakhs from such concerns. Lot of money is being liquidated in these concerns and we cannot get any returns from them. What is the use of our investing huge amounts of money in these concerns? For instance, take the case of the Hyderabad Tanneries. This concern has been a big scandal in Hyderabad. We have spent more than six lakhs of rupees on the Hyderabad Tanneries, but till now this concern had not been established; it is still in the process of establishment. We are exporting about Rs. 8 crores worth of hides and skins to other parts of India and even to foreign countries. If only the Hyderabad Tanneries had been established on a firm basis, on a scientific basis, we would have manufactured all the lea-

ther goods necessities of our State and we would not have had the necessity of getting these goods from Kanpur, Madras and other parts of India. When this is the state of our industries, I wonder how long the public of Hyderabad are going to keep quiet about the huge amounts spent on these industries and when some of them are in the process of liquidation.

If the Government finds that the private capitalists and industrialists are not in a position to run these concerns, why should they not nationalise them. We have got a market, we have got labour force, and we have got equipment, and why should the Government fight shy of taking over the concerns and running them? The industrialists everytime go on demanding more money through loans from Government but what are the returns? They are practically zero. The industrialists go on swallowing public money and Government funds and retrenching the employees. On one side they talk of financial stringency and get more money, and on the other they retrench the labour and create unemployment. I would like to ask why are we establishing these industries? It is in order to reduce the pressure of population on land and to see that the surplus labour is taken over by the industries and at the same time to develop the pace of progress of our industries. But our present Industrial policy has been not only to help private Industrialist but allow him to eat away more money out of public funds and ultimately reduce the common man to object poverty. The Government owes a duty to inform us as to how it is going to develop the industrial progress in Hyderabad State. If the Government pursues its present policy, especially of alienating our industries to foreign industrialists, our small-scale industries and ordinary cottage industries will be hard hit and be ruined, and the Government cannot but be answerable to the charges of the public that the Government instead of developing the industries is ruining them in the State.

شری کے۔ انٹ ریڈی - مسٹر اسپیکر سر - آرہیل منسٹر اور یہ ٹھاؤں سے
 اتفاق کریں گے اگر میں یہ کہوں کہ جن انڈسٹریز میں حکومت کے سچے شری
 () Major Shares) ہیں وہ انڈسٹریز آج روٹن (Ruin) ہو رہی
 ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت اور ہر اپنا کنٹرول براہین رکھ رہی ہے ۔
 میں نے گزشتہ دفعہ بھی جگہ کے جنرل گمشدہ کے دوران میں یہ کہا تھا کہ اب بھی
 کہتا ہوں کہ حیدرآباد کی خواہم انڈسٹریز میں اور یہ حکومت کے کنٹرول میں
 آ رہا ہے ۔ حکومت دنیا کو دکھانے کے لئے لاکھ لاکھ کے حیدرآباد کے انڈسٹریز
 (Industrial Truce) ہے لیکن ہم غائب ہیں کہ ان میں سے کتنے

تخفیف اور ریٹرنچمنٹ (Retrenchment) لاک آؤٹس (Lockouts) اور ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ انڈسٹریل ٹروس کے بہانے حکومت یہ بتانے کی کوشش کر رہی ہے کہ مزدوروں کے سائبند مینجمنٹ (Management) اور انڈسٹریالسٹ (Industrialist) کے تعلقات اچھے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا مینجمنٹ انڈسٹریز میں تخفیف کرتی جا رہی ہے اور حکومت خاموش ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہم مینجمنٹ کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ ریٹرنچمنٹ کو روکے۔ پرمسوں ہی آلوین میٹل ورکس میں ریٹرنچمنٹ کے بارے میں یہاں سوال اٹھایا گیا۔ ایک آنریبل ممبر کی جانب سے اس جانب توجہ دلائی گئی تھی اور اس پر شدومد سے نکتہ چینی بھی کی گئی تھی۔ لیکن آنریبل منسٹر خاموش بیٹھے رہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حکومت مینجمنٹ کو اس سلسلہ میں مجبور نہیں کر سکتی۔ حالانکہ بورڈ آف ڈائریکٹرز (Board of Directors) کے جو چہرمن (Chairman) ہیں وہ حکومت کے ایک ذمہ دار رکن ہیں۔

میں آگے چل کر انڈسٹریز (Industries) اور لیبر (Labour) کے تعلق سے کچھ باتوں پر روشنی ڈالوں گا۔ اس سے قبل میں چند انڈسٹریز کے تعلق سے کچھ کہوں گا۔ میں اب شوگر کین کی قیمت میں کمی کے بارے میں آنریبل منسٹر کے سامنے ایک چیز رکھنا چاہتا ہوں۔ جس وقت آنریبل منسٹر فار فنانس شوگر فیکٹری تشریف لائے تھے۔ اس وقت اون کے سامنے ایک میمورنڈم (Memorandum) کسانوں کی جانب سے پیش کیا گیا تھا جس میں نیشکر کی قیمت میں اضافہ کے بارے میں توجہ دلائی گئی تھی۔ اس سال نیشکر کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنے سے گھٹ کر ایک روپیہ پانچ آنے کر دی گئی ہے۔ اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ نے یہ قیمت مقرر کی ہے ہم اس میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ میں آنریبل منسٹر کی توجہ سنٹرل گورنمنٹ کے آنریبل منسٹر رفیع احمد قدوائی کے حال ہی کے ایک بیان کی طرف مبذول کروانہ چاہتا ہوں جو انہوں نے ایک شارٹ نوٹس کوٹیشن (Short Notice Question) کے دوران میں دیا تھا کہ حکومت نے کوئی سیلنگ پرائس (Ceiling Prices) مقرر نہیں کی ہیں۔ بلکہ حکومت نے ایک مینیم پرائس (Minimum Price) مقرر کی ہے۔ اسٹیٹ گورنمنٹس اور انڈسٹریل کنسرنس (Industrial Concerns) کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اپنے آلات کے لحاظ سے قیمتوں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر میسور مانڈی شوگر فیکٹری نے اپنے ہاس کی قیمت میں چار آنے کا اضافہ کیا ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب یہاں کی شوگر فیکٹری کے اوٹ پٹ (Out-put) میں سال بہ سال اضافہ ہو رہا جیسا کہ انڈسٹریٹو رپورٹ (Administrative Report) میں کہا گیا ہے کہ اس سال (۲۰۰) فی صد کا اضافہ ہوا ہے اور منافع بھی سال بہ سال بڑھ رہا ہے تو پھر وہاں کے مینجمنٹ کو من مانی قیمت مقرر کرنے کے لئے کیوں چھوڑ دیا جا رہا ہے؟ حال میں انفرمیشن لیورو (Information Bureau) کی جانب سے

جو بلیٹن (Bulletin) نکالا گیا اوس میں اس چیز کا حوالا دیا گیا تھا کہ حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ اس سال گزشتہ سال کے مقابلہ میں جوس (Juice) نکالنے کے ریٹو (Ratio) میں دو پرسنٹ کا اضافہ ہو گیا ہے اور اس کا تناسب میسور ماڈ شوگر فیکٹری کے برابر آ رہا ہے۔ ان تمام چیزوں کو تسلیم کرتے ہوئے بھی حکومت کا فیکٹری کے کاموں میں مداخلت نہ کرنا اور اس کو وہی قیمتیں برقرار رکھنے کے لئے کھلا چھوڑ دینا نا مناسب ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں حکومت کی کوئی دانشندانہ پالیسی ہو سکتی ہے۔ ایک طرف تو قیمتیں ڈس پورشنیٹ (Disproportionate) رکھی جاتی ہیں اور دوسری طرف لائٹوں کا منافع فیکٹری کو ہو رہا ہے۔ وہاں کا کاسٹ آف پروڈکشن (Cost of production) بڑھ رہا ہے۔ اگر اسی طرح ڈس پورشنیٹ (Disproportionate) قیمتیں برقرار رکھی جائیں تو مجھے ڈر ہے کہ دو سال کے اندر ہی شوگر فیکٹری کو بند کرنا پڑیگا۔ اعداد و شمار سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے جہاں (۲۵) ہزار ایکڑ پر نیشکر کی کاشت ہوتی تھی وہاں اب گھٹ کر (۲۰) ہزار ایکڑ ہو رہی ہے۔ گویا پانچ ہزار ایکڑ کا رقبہ کاشت گھٹ گیا ہے۔ اس کی طرف حکومت کو توجہ دینا ضروری ہے۔ ایک طرف تو شوگر کین (Sugarcane) کا کسٹ آف پروڈکشن (Cost of production) اسی طرح علی حالہ برقرار ہے بلکہ کچھ بڑھ گیا ہے۔ مزدوروں کے ویجس (Wages) وہی ہیں جو پہلے تھے۔ کھلی اور میانہ (Manure) وغیرہ جو دیا جاتا ہے اوس کی کسٹ (Cost) بھی وہی ہے لیکن دوسری طرف قیمت میں کمی کردی گئی ہے۔ اگر اس طرح اس کی قیمت میں کمی کردی جائے تو اس کا اثر فیکٹری پر پڑیگا۔ میں خاص طور پر آئریل منسٹری کی توجہ اس جانب مبذول کراؤنگا کہ وہ قیمت کے بارے میں غور کریں۔ انہوں نے خود بھی وعدہ فرمایا تھا کہ اسٹیشنر (Statistics) منگوا کر اور مینیجمنٹ سے گفتگو کر کے معاملہ کو رفع دفع کریں گے۔ لیکن تین چار مہینے گزر گئے اور کرشنگ سیزن (Crushing Season) بھی تقریباً ختم ہو رہا ہے لیکن اب تک کوئی توجہ نہیں ہوئی۔ مجھے امید ہے کہ آئریل منسٹری کا جواب دینگے کہ کیوں اب تک اس جانب قدم نہیں اٹھایا گیا اور وہ آئندہ کون سا قدم اٹھانے والے ہیں۔

(Mr. Deputy Speaker in the Chair).

لیبر پارٹی کے متعلق مجھے عرض کرنا ہے کہ حکومت مزدوروں کے مسائل سے جو وقت بچا رہی کرتی رہی ہمیشہ مزدوروں کے مسائل کو ایواڈ (Evade) کر دیتی کرتی رہی جہاں کہیں کوئی صنعتی جمگٹا پیدا ہوتا ہے اس سے بچنے کے لئے ایک آسان طریقہ حکومت کے پاس ہے وہ ہے انڈسٹریل ٹرائیبنل (Industrial Tribunal) لیکن انڈسٹریل ٹرائیبنل کے فیصلہ کا کیا اثر ہوتا ہے وہ اب تک اس کا فیصلہ جب مزدور میٹروں کے

لڑائی کے بعد اور ہزاروں روپے برباد کرنے کے بعد انڈسٹریل ٹرائیونل سے اپنے حق میں فیصلہ ہائے ہیں اور اوس کو لیکر مینجمنٹ کے پاس جاتے ہیں نو مینجمنٹ صاف طور پر کہہ دیتی ہے کہ وہ اس فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ میرے پاس ایسے کئی کسس (Cases) ہیں کہ ٹرائیونل میں مینجمنٹ کے خلاف فیصلے جڑے ۔ وہاں سے اوارڈ (Award) حاصل کیا گیا لیکن مینجمنٹ نے اوس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا ۔ کہا حکومت اس فیصلے کو منگوا کر مینجمنٹ کو اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی ؟ برابر اس کا عمل کر سکتی ہے ۔ لیکن ہماری حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مزدوروں کی بھلائی کر کے گورنمنٹ کیا حاصل کرے گی ۔ گورنمنٹ کا فائدہ نو انڈسٹریلیشنس کا ساتھ دینے میں ہے ۔ اس لئے میں کہوں گا کہ مزدوروں کے تعلق سے حکومت کی جو پالیسی ہے وہ غیر ہمدردانہ ہے ۔ جب تک حکومت اپنی اس پالیسی کو تبدیل نہیں کریگی اوس وقت تک میں سمجھا ہوں کہ مزدوروں کے مسائل جو کے نوں رہینگے اور دن بہ دن مشکلات میں اضافہ ہوتا جائیگا ۔

ایک اور چیز جو میں آنریبل منسٹر کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ ریگس کمیشن کی سفارشات کے بارے میں ہے ۔ مجھے آنریبل منسٹر جواب دیں کہ حکومت کے محکمہ جات میں اور سیمی گورنمنٹ ڈپارٹمنٹس (Semi Government Department) میں ریگس کمیشن کی سفارشات پر کیوں عمل نہیں کیا جا رہا ہے ؟ میونسپلٹی کے جو سوپرس (Sweepers) اور مزدور میں اون کو وہی تنخواہ دی جا رہی ہے جو پہلے دی جاتی تھی ۔ حالانکہ ریگس کمیشن کی سفارشات کی بناء پر انہیں بھی وہی تنخواہ ملنی چاہئے جو فیکٹریز اور انڈسٹریز کے مزدوروں کو ملتی ہے ۔ ورنگل کے مزدوروں نے انڈسٹریل کورٹ سے یہ اوارڈ (Award) لایا کہ انکو بھی وہی ہے (Pay) اور ویجس (Wages) ملنے چاہئیں جو فیکٹری کے مزدوروں کو ملتے ہیں لیکن آج تک حکومت نے اس پر عمل نہیں کیا ۔ جب حکومت اپنے محکمہ جات اور سیمی گورنمنٹ ڈپارٹمنٹس (Departments) میں انڈسٹریل کورٹ کے اوارڈ پر عمل نہیں کر سکتی تو فیکٹریز کے مینجمنٹ اور کرتا دھرتاؤں کو وہ کس طرح مجبور کر سکتی ہے ؟ میں آج آنریبل منسٹر کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں اور یہ جواب طلب کرتا ہوں کہ کیوں انڈسٹریل اوارڈ کو ایمپلمنٹ (Implement) نہیں کیا جاتا ؟ کیوں صنعتی جھگڑوں اور دوسرے جھگڑوں کو انڈسٹریل ٹرائیونل کے حوالہ کیا جاتا ہے ؟

اسی طرح الیکٹریسیٹی ڈپارٹمنٹ (Electricity Department) کے متعلق بھی میرے پاس شکایت آئی ہے ۔ وہاں پانچ سو لیبرس ڈیلی ویجس (Daily Wages) پر کئی سالوں سے کام کر رہے تھے اون کو پرمیننٹ (Permanent) کرنے کے لئے انڈسٹریل ٹرائیونل نے اوارڈ دیا ۔ لیکن اب تک اس پر عمل نہیں کیا گیا ۔ مجھے نہیں معلوم کیوں حکومت اس معاملہ میں خاموش ہے ۔ حکومت نے خود ٹرائیونل

کا حوالہ دیا گیا لیکن جب ٹری بیوٹل نے اپنا فیصلہ دیا تو حکومت اس پر عمل کرنے سے گریز کر رہی ہے۔ حکومت نے ایک جنٹلمنس ورڈ (Gentlemen's word) کہا تھا لیکن وہ اس کو برقرار نہ رکھ سکی۔

میں انک اور چیز آنریبل منسٹر کی توجہ میں لا کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ وہ ہے اسپلایمنٹ ایکسچینج (Employment Exchange) کا مسئلہ۔ جو رپورٹ ہم کو ملی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپلایمنٹ ایکسچینج میں کوئی (۴۲) ہزار آدمیوں نے اپنے نام درج رجسٹر کرائے ہیں۔ لیکن ان کے منجملہ صرف دو یا تین ہزار لوگوں کو ایزارب (Absorb) کیا جاسکا۔ بیروزگاری کا مسئلہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اور اگر اسکو نہ روکا جائے تو یہ ایک نہ ایک دن ہمارے ساج کو تتر بتر کر دیگا ڈپارٹمنٹ میں آئے دن تخفیف ہوتی جا رہی ہے۔ فورس (Forces) سے تخفیف شدہ لوگوں کی تعداد (۳۸۰۰۰) ہزار ہے۔ ان میں سے صرف چند سو کوری ہیابیلیٹیٹ (Rehabilitation) کیا گیا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو یہ محکمہ اسپلایمنٹ ایکسچینج (Exchange) رہنا نہ رہنا دونوں برابر ہیں۔ ہمارے پاس اس ڈپارٹمنٹ کے بارے میں یہ شکایت بھی وصول ہوئی ہے کہ جب وہاں تخفیف شدہ لوگ اپنا نام درج رجسٹر کروانے کے لئے جاتے ہیں تو انکا نام رجسٹر نہیں کیا جاتا۔ یہ اس مقصد کے تحت کیا جاتا ہے کہ کہیں بیروزگاروں کی تعداد زیادہ معلوم نہ ہو۔ اور حقیقت ظاہر نہونے بائے۔ اسلئے انکا نام رجسٹر کرنے سے سرے سے ہی انکار کر دیا جاتا ہے۔ میں آنریبل منسٹر سے درخواست کرونگا کہ وہ اس بارے میں وضاحت کریں اور ان امور کی جانب توجہ دیں۔

سری. اچننابھائی راء گھٹانے :- میسٹر سپیکر سر، آج ہاؤس کے سامنے جو ڈیمانڈس (Demands) رکھے گئے ہیں، وہ کامرس اینڈ انڈسٹریز اینڈ لیبر ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں رکھے گئے ہیں۔ جس کے پروجیس (Progress) کے آدھ میں آپکو دھیان دیلانا چاہتا ہوں۔ فابی نانس مینسٹر نے اپنے بجٹ سپیچ میں کامرس اینڈ انڈسٹریز کے بارے میں بتالایا ہے، اور ہمارے ہاں بے ک کتاب دی گئی ہے جسکا نام ورکیگ آف دی ہڈرا باد گورنمنٹ (Working of the Hyderabad Government) ہے جس میں بھی کامرس اینڈ انڈسٹریز کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ پچھلے سال میں مہکمہ نے کیا کام کیا۔ جس بارے میں فیسر بھی بتلایے گئے ہیں لیکن میں دونوں سے کچھ فرک نظر آیا، نہ سالوں میں فرک کھو ہو گیا ہے۔ بجٹ سپیچ میں جو بتلایا گیا ہے میں نے آدھ میں اس کتاب میں جو بتلایا گیا ہے جس میں ایسا کچھ کچھ تو نہیں ہے، لیکن سبھی باتیں یہی ہیں جو بتلانا چاہتا ہوں۔ بجٹ سپیچ میں کہا گیا ہے کہ:-

"In fact in 1952 (January to December), coal production, as compared to 1951, was better by 1.65 lakh tons, sugar by 2,000 tons, cotton yarn by 8.0 lakh lbs., cotton piece-goods by 22.0 lakh lbs. and paper by 8,000 cwts.

आगे चलकर बजेट स्पीच में सिमेंट इंडस्ट्रीज के बारे में ऐसा कहा गया है कि—

Among the major industries, there was a set back in cement industry where production declined by about 48,000 tons. This was largely due to difficult labour conditions in cement industry."

अंक तरफ तो बकिंग ऑफ दी हैदराबाद गव्हर्नमेंट इस किताब में कहा गया है कि सिमेंटक प्रॉडक्शन (Production) बढ रहा है, लेकिन दूसरी तरफ फायनान्स मिनिस्टर के स्पीचमें यह कहा जाता है कि सिमेंट इंडस्ट्रीज में १९५२ में सिमेंट के प्रॉडक्शन में ४८००० हजार टन्स कमी होगी है। अंक तरफ तो सिमेंट इंडस्ट्री प्रोग्रेस (Progress) में है ऐसा बताया जाता और दूसरी तरफ तो वह इंडस्ट्री डिकलाइन (Decline) की तरफ है ऐसा बताया जाता है। मैं जानना चाहता हूं कि सही बात क्या है? राजप्रमुख के अँड्रेस में तो बताया जाता है कि शाहबाद सिमेंट वर्क्स का प्रॉडक्शन (Production) बढने की अुमीद है। तो मिनिस्टर साहब यह बाजे कर दें कि इसमें सही बात क्या है। दोनों में ऐसा फरक क्यों हो रहा है ?

दूसरी चीज मैं यह जानना चाहता हूं कि हैदराबाद सरकार की इंडस्ट्रीयल पॉलिसी (Industrial Policy) क्या है? मैंने चाहा था कि यह मालूम कर सकूं लेकिन बजेट स्पीच से कुछ मालूम नहीं हो सका बजेट स्पीच में फायनान्स मिनिस्टर साहब ने इसके बारे में यह कहा है कि

" The production of the two textile mills in the State, Azam Jahi and the Osman Shahi Mills—is expected to increase by 50% as a result of additional equipment installed during the past 2 years. The production in the Shahbad Cement Works will also go up similarly ".

आगे चलकर वे सेकंड फॅक्टर के बारे में बता देते हैं कि—

There are two factors which seem to stand in the way and which need to be attended to immediately in case the industrial progress of this State is to be maintained. The second disturbing factor is the friction between the employers and the employees in the industries. It serves no purpose to try to allocate the blame between these two classes. Unless both of these classes, so vital to the economy of the State, sit down and devise ways and means to put an end to this situation, the Government are always there to lend all the assistance that they can in this regard—it would mean material loss and distress not only to each of them but to the whole country in general."

बजेट स्पीच में फायनान्स मिनिस्टर साहब ने सिमेंट इंडस्ट्री में डिकलाइन (Decline) बताया है, लेकिन इस इंडस्ट्री के बारे में गव्हर्नमेंट की क्या पॉलिसी है यह अुन्होंने अपने स्पीच में नहीं बतलाया है। मैं यह जानना चाहता हूं कि हुकूमत की जो मैनेज्ड इंडस्ट्रीज (Managed Industries) हैं उनके बारे में हुकूमत की आबिदा क्या पॉलिसी रहनेवाली है? अत्यों को तरक्की देने के लिये कुछ अमाउंट (Amount) रखा गया है और हमें कहा गया है कि

अजाफा कर रहे हैं इसलिये मैं यह मालूम करना चाहता हूँ कि सनअतों में किस तरह अजाफा किया जानेवाला है? पंचमाला प्लान में कुल २४१.७ लाख रुपये सनअतों के लिये रखे गये हैं। जिस रकमसे सनअतों की तरक्की करने का सरकार का अजरादा है। १९५१-५२ और ५२-५३ में लिखित खर्चा किया जा चुका है।

The sum of Rs. 241.71 lakhs provided in the Five Year Plan is proposed to be spent as indicated below :

		Total for 5 years (1951-56)
Sirpur Paper Mills Ltd.	..	60.00
Sirsilk Ltd.	85.71
Singareni Collieries Co. Ltd.		96.00

जिस प्रकार जो २४१.७१ लाख रुपये इंडस्ट्रीज के लिये पंचमाला प्लान में रखे गये हैं वे पहलेही खर्च हो चुके हैं। अब और सनअतों को खाम तरक्की देने के लिये क्या फर्क हो सकता है और उनकी तरक्की कैसे हो सकती है यह मेरे समझ में नहीं आता। हैदराबाद की नकरीबन २२ इंडस्ट्रीज तो पहले ही खतम हो चुकी हैं, और अब सिरपुर पेपर मिल्स, और सिरसिल्क इंडस्ट्रीज की मॅनेजमेंट बिल्डिंगें जैसे बड़े कैपिटलिस्ट (Capitalist) को दी जा रही हैं जो पहले गव्हर्नमेंट स्टेट मॅनेज्ड इंडस्ट्रीज (Government State Managed Industries) थीं वह आज प्राइवेट एंटरप्राइजर्स (Private Enterprisers) और इंडिविज्युअल्स (Individuals) को दी जा रही हैं और दूसरी बात यह है कि यह इंडस्ट्रीज स्टेट के बाहर के बड़े बड़े कैपिटलिस्टों के हाथों में दी जा रही हैं।

अब बस अब सनअतों को फरोग देने के लिये जो प्लान गव्हर्नमेंट बना रही है वह यही है धीरे धीरे स्टेट ओन्ड इंडस्ट्रीज (State-Owned Industries) अंक दो मालों में प्राइवेट कैपिटलिस्टों के हाथों में बेची जायें। जिस तरह से स्टेट मॅनेज्ड इंडस्ट्रीज बाहर के लोगों के हाथों में देने से गव्हर्नमेंट का क्या नुकतेनजर है यह मेरी समझ में नहीं आता।

आज गव्हर्नमेंट के सामने जो बेरोजगारी का मसला है वह यदि अच्छी तरह हल करना है तो गव्हर्नमेंट को अपनी सनअती पॉलिसी तबदील करनी पड़ेगी। सनअती पॉलिसी में अगर फंडामेंटली तबदीली नहीं करेंगे तो यह बेरोजगारी का मसला हल नहीं होगा। जिसमें तबदीली किये बिना अनएम्प्लॉयमेंट (Unemployment) का मुकाबला करना काफी दुश्वार होगा। मैं अलबिन मेटल वर्क्स के बारे में कहना चाहता हूँ कि गव्हर्नमेंट की तरफ से इसकी ओर ध्यान नहीं दिया गया है। हालही में वहां पर रिट्रेंचमेंट (Retrenchment) हुआ है जिस फॅक्टरी में से मॅनेजमेंट ने १३. वक्सी को कायंपर से निकाल दिया है, और बाक बेरोजगारी का मसला उन लोगों के सामने के, पहले ही मुल्क में बेरोजगारी का मसला बिना बहुत है, और फिर जिस तरह से रिट्रेंचमेंट अत्यंत

मे आया तो फिर यह सवाल बहुत मुश्किल होजायेगा। बेरोजगारी का मसला तो अहम मसला है, अगर यह ठीक तरह से हल नहीं किया गया तो बड़ी बेचैनी फैल जायेगी।

मुझे मालूम हुआ है कि ताज फॅक्टरी में भी रिट्रेंचमेंट(Retrenchment)करने की वजह वहां जो यूनियन काम करती है उसने मॅनेजमेंट के साथ बातचीत की। गव्हर्नमेंट के पास भी इस बारे में कहा गया है, लेकिन कुछ तबज्जे नहीं की जाती है कुछ लोगो को तो खाली यह कहकर किये यूनियन के वरकर्स हैं, और बाकी वरकर्स को भडकाते हैं, मॅनेजमेंट ने कामपर से निकाल दिया और दूसरी फॅक्टरीज में से भी वरकर्स को रिट्रेंच किया जाता है।

आज जो यह मॅनेजमेंट और लेबरर्स का मसला है वह बहुत अहम है। फायनान्स मिनिस्टर अपने बजेट स्पीच में कहते हैं कि एम्प्लायर्स अँड एम्प्लॉयिज(Employers and Employees) का मसला है, और दोनों तबके इंडस्ट्रीज के लिये व्हायटल अपॉर्टन्स (Vital Importance) के हैं। मैं कहना चाहता हू कि आज एम्प्लायर्स और एम्प्लॉयिज में बार बार झगड़े हुवा करते हैं, क्योंकि दोनों के इंटरेस्ट्स (Interest) अलग अलग हैं। गव्हर्नमेंट को इसके बारे में कुछ हल सोचना चाहिये। सनअतों में आज जो अनएम्प्लॉयमेंट(Unemployment) हो रहा है उसे रोकना चाहिये, और कोअी बुनियादी तबदीली करनी चाहिये। अनएम्प्लॉयमेंट का मसला तबतक हल नहीं हो सकता जबतक सनअतों में जो फायदा होता है उसका कुछ न कुछ हिस्सा वर्कर्स को न मिले उनको फायदे में हिस्सेदार बनाना चाहिये। उनको असा मालूम होना चाहिये कि जिस सनअत में हम काम करते हैं उसे अगर फायदा होता है तो उसमें से हमको भी हिस्सा मिलेगा और यदि नुकसान होता है तो हमें भी नुकसान में हिस्सा लेना पड़ेगा। यह खियाल जब मजदूरों में आयेगा तो वे भी अच्छी तरह काम करेंगे। इस तरह जो फायदा सनअतों को होता है उसमें मजदूरों का भी हिस्सा होना चाहिये। गव्हर्नमेंट को इस बात पर बहुत सिरियसली (Seriously) सोचना चाहिये। इसके लिये गव्हर्नमेंट को कोअी असी खास पॉलिसी अख्तियार करनी चाहिये जिससे सनअतों में मजदूरोंको इंटरेस्ट पैदा हो।

दूसरी बात अब मैं खास कर जरूरी मजदूरों के बारे में कहना चाहता हूँ। आज कल जरूरी मजदूरों की हालत बहुत खराब है। उनको फिक्सड वेजेस (Fixed Wages) नहीं मिलते जरूरी मजदूरों के अनएम्प्लॉयमेंट का सवाल भी बहुत बड़ा है। उनके लिये कोअी बेसिक वेजेस (Basic Wages) तय नहीं किये गये हैं। मैं जानता हूँ कि उनके बेसिक वेजेस तय करने में काफी दुश्वारियाँ हैं। फिर भी बेसिक वेजेस तयार करना जरूरी है। करीब दो साल होगये लेकिन गव्हर्नमेंट इसपर अभी तक कुछ नहीं सोच रही है। बेसिक वेजेस इनअक्टमेंट(Basic Wages Inactment) के बारे में कोअी बिल हाउस के सामने लाने की कोशिश नहीं की गयी है।

बेरोजगारी के सिलसिले में मैं अर्ज करना चाहता हूँ। मैं अक अनएम्प्लॉयमेंट कमेटी (Unemployment Committee)का अक मेंबर भी हूँ। हमें हैदराबाद स्टेट में जुमला अनएम्प्लॉयिज(Unemployed) कितने हैं इसकी भी सही तादाद नहीं मिल सकती है। हमारे यहाँ स्टैटिस्टिकल वर्क(Statistical Work)बराबर नहीं होता है जिसलिये करेक्ट फिगर्स(Corr-

ect Figures) भी नहीं मिल सकते हैं। अनएम्प्लॉयमेंट फिगर्स (Unemployment Figures) बगैर यह बेरोजगारी का मसला हल नहीं किया जा सकता। लेकिन हमें तो ये फिगर्स ही ठीक तरीके पर नहीं मिलते। जब एम्प्लॉयमेंट एक्सचेंज को पूछा जाता है तो उनके भी पाम अन एम्प्लॉयड लोगों के फिगर्स बराबर नहीं मिलते हैं। एम्प्लॉयमेंट एक्सचेंज (Employment Exchange) के जो रजिस्टर्स रखे जाते हैं वे सिर्फ तीन महीने के लिये रखे जाने हैं, और हर तीन महीने के बाद दूसरे रजिस्टर्स रखे जाते हैं। तीन महीने के बाद जिनकी दरख्वास्त फिर से आती है उनके नाम नये रजिस्टर में दर्ज किये जाते हैं और बाकी लोगों के नाम निकाल दिये जाते हैं, और अर्सी वजह से अन एम्प्लॉयड (Unemployed) लोग कितने हैं इसकी तादाद बराबर नहीं मिलती है ये जो रेकॉर्ड मेंटेन (Maintain) करने का तरीका है इसी वजह से फिगर्स बराबर नहीं मिलते हैं। और असी तरह जो रिट्रेंचड पर्सन्स (Retrenched Persons) हैं उनके भी फिगर्स कहीं भी बराबर नहीं मिलते हैं, क्योंकि अिनका कोअी रजिस्टर तो कहीं मेंटेन (Maintain) नहीं किया जाता है। फिरसे एम्प्लॉयमेंट एक्सचेंज (Employment Exchange) में दरख्वास्त देने पर ही अुनका नाम रजिस्टर में दाखिल किया जाता है।

फैक्टरीज में जो लॉकआउट (Lock-out) होते हैं अुनका वजह से भी अन एम्प्लॉयमेंट बढ़ता है। अकसर मनेजमेंट की तरफ से ही लॉकआउट कर दिया जाता है और अुमसे बड़ी तादाद में मजदूर बेरोजगार होते हैं। कभी कभी तो सनअतों की हालत असी हो जाती है कि अुन्हे अपनी अिडस्ट्री बंद करनी पडती है। अिस बात पर गव्हर्नमेंट को गौर करना चाहिये, और अपनी सनअती पॉलिसी में तबदीली करनी चाहिये। लॉकआउट की वजह से जो अन एम्प्लॉयमेंट बढ़ रहा है अुसको चेक (Check) करना चाहिये। जो चलने के काबिल सनअतें हैं अुनको अिमदाद देकर चलाना चाहिये और अुनको खतम होनेसे रोकना चाहिये। आज हुकूमत सिरपूर पेपर अिडस्ट्री और सिरसिल्क अिडस्ट्री को बड़े बड़े कॅपिटलिस्टों के हाथों बेच रही है। कहा जाता है कि यह अिडस्ट्रीज अच्छी तरह नहीं चल रही थीं अिसलिये अिसका मनेजमेंट दूसरे को दे दिया गया। अगर हुकूमत की सनअतों के बारे में यही पॉलिसी रही तो फिर मैं कहूंगा कि हैदराबाद की पूरी सनअतें खतम होने में ज्यादा टाजीम नहीं लगने वाला है। शायद यही आपका पंचवार्षिक प्लान होगा कि हैदराबाद की सब सनअतें धीरे धीरे खतम करनी हैं, तो यह मैं नहीं जानता।

अब मैं जरूरी लेबरर्स के बारे में कुछ अर्ज कर देना चाहता हूं। पिछले बजट सेशन के समय भी मैंने यह बात अुठायी थी, लेकिन अिसपर तबज्जे नहीं की गयी। मैं मानता हूं कि फैक्टरी लेबरर्स (Factory Labourers) और जरूरी लेबरर्स में फरक है। लेकिन आज देहात के मजदूर जो दुःख भोग रहे हैं अुसे तो वे ही जानते हैं। आज अिनको अेक देहात में मजदूरी नहीं मिली तो अुस देहात को छोडकर दूसरे देहात में जाना पडता है। देहातों में अंडर एम्प्लॉयमेंट प्रॉब्लेम (Under Employment Problem) होने की वजह से अुनको हरबार काम नहीं मिल सकता है। तो देहातों में यह जो अंडर एम्प्लॉयमेंट का सवाल है अुसे हल करने के लिये हमें कॉटेज अिडस्ट्रीज (Cottage Industries) पर ज्यादा ध्यान देना होगा। अुनको फौरन देना चाहिये, और अंडर एम्प्लॉयमेंट को निकालने की कोशिश करनी चाहिये। कॉटेज अिडस्ट्रीज को फौरन देने के लिये गव्हर्नमेंट की तरफ से नये नये प्लान्स (Plans) बनाने या रहे हैं लेकिन वह कब अमल में आवेंगे वह मालूम नहीं है। जरूरी मजदूरों की बेरोजगारी दूर करने के लिये बड़े बड़े अिडस्ट्रीज के साथ कॉटेज अिडस्ट्रीज को

भी فौरن دینا چاہیے۔ جہاں جس طرح کا کچھا مال مل سکتا ہو وہاں یوں ہی پرکار کی نئی کونڈےز انڈسٹریز کو سٹاپن کرنا چاہیے، اور انہی آگے بڑھنا چاہیے۔

شری مخدوم محی الدین - آج ابوان کے سامنے صنعتوں اور مزدوروں کے مسائل سے متعلق مطالبات پیش کئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں میں نے تین تجویزیں پیش کی ہیں۔ ان میں اور ان کے علاوہ دوسرے امور پر میں اپنے خیالات کا اظہار کرونگا۔

مائنس (Mines) کے بارے میں پچھلے بجٹ سن میں بھی ہماری جانب سے سوال اٹھانا گیا تھا کہ بعض کانوں کے انتظامی معاملات کے بارے میں ہمارے سامنے کوئی صاف اور واضح پالیسی نہیں ہے۔ جسے ہٹی گولڈ مائنس میں اور کتہ گولڈ کی کانیں ہیں۔ مزدوروں کے مسائل کے بارے میں جب وہاں کے انگریز مینجمنٹ سے کچھ بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ ٹکسا جواب مل جاتا ہے کہ انکی حیثیت صرف اڈوائزرز (Advisers) اور انجینیرس (Engineers) کی ہے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ جب ہم حکومت سے دریافت کرتے ہیں تو اسی فلور (Floor) پر یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ان کا تعاون حکومت سے نہیں ہے۔ آنریبل فنانس منسٹر نے اس بارے میں یہ صفائی پیش کی کہ ان کمپنیوں میں حکومت کے کچھ شیئرز (Shares) ہیں۔ دوسروں کے بھی حصے ہیں۔ اسلئے اگر یہاں کچھ کہا جائے تو ممکن ہے غیر سرکاری شیئر ہولڈرز (Shareholders) کو اعتراض کا موقع ملے۔ انکا اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ جب اس میں حکومت کے (۸۰) فیصد حصص ہیں اور انکا بلیک اکسچینجر (Public Exchequer) پر پڑتا ہے۔ تو ایسی صورت میں حکومت کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس جانب توجہ کرے اور ہمیں بھی مطمئن کرے۔ حکومت کو اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے کہ وہاں پیسہ کس طرح خرچ ہو رہا ہے۔ وہاں کی کیا حالت ہے۔ ہٹی گولڈ مائنس کیلئے (۳) لاکھ کی منظوری دی گئی ہے۔ لیکن حکومت کو وہاں کے مزدوروں کی مشکلات کا علم نہیں۔ کئی بار وہاں کے مسائل کو حکومت کے سامنے لایا جا چکا ہے مزدوروں کے مسائل ہیں۔ مزدوریوں کا سوال ہے۔ سہنگائی بڑھ رہی ہے۔ ہونس ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس بارے میں کوئی ایسا مناسب اقدام گورنمنٹ نہیں کرتی جس سے مزدوروں کو تسلی حاصل ہو۔ (۲۰۰) سے زیادہ مزدوروں نے اپنے مطالبات کوٹے ہڑتال کی۔ ان میں سے کئی کو کام پر لے لیا گیا لیکن اب بھی (۱۷) مزدور ایسے ہیں جنہیں کام پر نہیں لیا گیا۔ بار بار ان مسائل کو حکومت کی توجہ میں لایا جاتا ہے لیکن حکومت انہیں ٹال دینا چاہتی ہے۔ بہت سے مزدوروں کو ڈسچارج (Discharge) کیا گیا۔ انہیں نوٹس دیدی گئی ہے۔ اور کام پر نہیں لیا گیا ہے۔ کول مائنس (Coal Mines) اور گولڈ مائنس (Gold Mines) کے سلسلے میں ایسی کئی باتیں ہیں۔ آنریبل فنانس منسٹر اس بارے میں صاف صاف طریقہ پر ہاؤس کے سامنے معلومات رکھ سکتے ہیں۔ اور حکومت کو چاہئے کہ وہ مینجمنٹ (Management) پر نگرانی رکھ کر ہاؤس کو اس سے مطلع کرے۔

دریاب ہے کہ حکومت ہند کے نئی قوانین حیدر آباد پر لاگو نہ گئے ہیں۔ ان میں مزدوروں کے قوانین بھی ہیں۔ لیکن بعض فیکٹریز میں ان ایکٹس (Acts) برعکس ہیں جو رعایہ کی خانگی اور سرکاری سکس (Sectors) میں اب تک ان قوانین کو لاگو نہیں کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے اپنی رپورٹ سنہ ۱۹۵۲-۵۳ء میں بتایا ہے کہ اس نے بعض کارخانوں کو ان ایکٹس سے مستثنیٰ کیا ہے یا ان کی حد تک فیکٹریز ایکٹ کو ریلکس (Relax) کیا گیا ہے۔ ان کارخانوں میں آر۔ ٹی۔ ڈی۔ ٹو کو ورکس۔ ریلنگ اور شیکھدرا وغیرہ ہیں۔ کارخانوں پر نگرانی کرنے کے لئے گورنمنٹ نے خاص طور پر انسپکٹریز اینڈ باڈارز (Inspector, Factories and Boilers) مقرر کیا ہے۔ ان کا کام ہے کہ وہ نگرانی کریں کہ نئے کن کارخانوں پر قانون لاگو ہوا ہے اور کن کارخانوں میں نہیں۔ اور نہ کرنے کی کیا وجہ ہے۔ آر۔ ٹی۔ ڈی کے ڈیوڑ میں تین تین سو مزدور کام کرتے ہیں لیکن وہاں فیکٹریز ایکٹ (Factories Act.) لاگو نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مزدوروں کا کافی نقصان ہوا ہے۔ انہیں جو اور ٹائم (Overtime) دیڑھ گنا دو گنا ملنا چاہئے وہ نہیں مل رہا ہے۔ انہیں دیر تک کام کرنا پڑتا ہے۔ اور دوسری کئی سہولتیں حاصل نہیں ہیں۔ جو ایکٹ کے لحاظ سے انہیں ملنی چاہئیں۔ لیکن ہماری حکومت کے فیکٹریز اینڈ بوائلرز انسپکٹر قانون کو عمل میں نہیں لاتے۔

موٹر ویکلز ایکٹ (Motor Vehicles Act) کا بھی بعض سیکٹرز (Sectors) پر اطلاق نہیں کیا جاتا۔ کتہ گوڑم میں کمپنی کی لائسنس پر جو موٹر ڈرائیورس کام کرتے ہیں ان پر موٹر ویکلز ایکٹ نافذ نہیں کیا جاتا۔ جس کی وجہ سے وہ کئی سہولتوں سے محروم ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ مجھے آئریل منسٹر سے جو صنعت کے محکمہ کے منسٹر ہیں اور مزدوروں کے محکمہ کے بھی منسٹر ہیں۔ گویا کہ یہ ”آب و آتش کا امتزاج“ ہوا ہے۔ مجھے ان سے یہ کہنا ہے کہ موجودہ حالات میں سرمایہ داری کا ایک بہت بڑا چکر صنعتوں کو لپیٹا ہوا ہے۔ آئریل منسٹر جب کہ ان کے پاس صرف صنعت کا پورٹ فولیو (Portfolios) تھا یہ بتایا تھا کہ حیدر آباد میں (۲۴) کارخانے بند ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ حکومت کے پاس صنعتوں کو فروغ دینے کا کوئی سائنٹفک منصوبہ نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح صنعتوں کو بند کر کے پروکاری کس طرح دور کی جاسکتی ہے۔ جو منصوبہ ہمارے سامنے آیا ہے اس میں صنعتوں کے بارے میں بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اور جو کام کیا جا رہا ہے اس سے صنعتیں بجائے ترقی کرنے کے ختم ہوتی جارہی ہیں۔ اپنے دیوالیہ کا اعلان کر رہی ہیں۔ حکومت اپنی نا اہلی چھپانے کے لئے ہماری صنعتوں کو ٹاٹا اور ہلا کے حوالے کر دے رہی ہیں جن کا رشتہ انگریز امریکن سامراج سے ہے۔ انگریزوں کا (۶۰) کروڑ روپیہ بطور سرمایہ چلے ہی سے موجود ہے۔ جس ڈھنگ سے صنعتیں چلائی جارہی ہیں اس میں سرمایہ دار اور ان کے کولیابوریٹرس (Collaborators) مل کر بازی کرتے ہیں۔ جن کا انگریزوں سے گٹھ

جوڑ ہے۔ ایسے سرمایاداروں کو ہماری صنعتیں دی جاتی ہیں جنہیں ملک سے کوئی دلچسپی نہیں۔ جو صرف اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ بہت سے کارخانے بند ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے مارکٹ کی حالت بھی بدتر ہو رہی ہے۔ بیروزگاری بڑھتی جا رہی ہے۔ چاہے آپ کے پاس اعداد و شمار ہوں یا نہ ہوں۔ اسپلائٹ اکسچینج (Employment Exchange) کے پاس اعداد و شمار ہوں یا نہ ہوں۔ شہروں اور گاؤں میں بیروزگاری بڑھتی جا رہی ہے۔ پورے ہندوستان میں تقریباً پانچ کروڑ زرعی بیروزگار ہیں۔ صرف دیہاتوں میں ہی نہیں بلکہ شہروں میں بھی بیروزگاروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ بیروزگاری کتنی بڑھ رہی ہے اس کا اندازہ تو کیجئے۔ اس ایوان میں جو اعداد و شمار دئے گئے تھے اس کی زد سے (۲۸۳) لاکھ بیروزگار ہیں۔ کئی محکموں میں تخفیف ہو چکی ہے اور موتی جا رہی ہے۔ کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں۔ اس طرح عوام کی اور مزدوروں کی قوت خرید گھٹ گئی ہے۔ قوت خرید کو بڑھانے کے لئے حکومت نے کچھ کام نہیں کیا ہے۔ ایسے زرعی اصلاحات ہونے چاہئیں جن سے کسانوں کی قوت خرید بڑھے۔ ایسے پراجیکٹس بنائے جانے چاہئیں جن سے زرعی ترقی ہو سکے۔ اب ٹریڈی بنچس نے بھی اس کو محسوس کیا ہے کہ اپوزیشن پارٹیز کی جانب سے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ صحیح ہے۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ ہم کیا کریں۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ حکومت کی صنعتی پالیسی عوام کے مفاد کے خلاف ہے۔ مارکٹ کی جو حالت ہے اس کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب تک ۲۴ کارخانے بند ہو چکے ہیں۔ اس کا تجربہ انریبل ممبرس کریں اور سوچیں کہ وہ کس وجہ سے بند ہو رہے ہیں۔ بیرونی تاجر جن کی ذہنوں میں جنگ بازی ہے اور برٹش جنگ باز سامراج سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہمارا مارکٹ ان کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔ وہ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ چنانچہ آئل سیڈس (Oil Seeds) اور تیل کی پھلیاں امریکہ جنگی اغراض کے لئے خریدا کرتا تھا۔ جب اس کے پاس کافی اسٹاک (Stock) ہو گیا اور کافی ذخیرہ انہوں نے کر لیا تو پھر خریدنے سے انکار کر دیا۔ ہندوستان کے پاس اتنا پیسہ نہیں کہ وہ اس کے مارکٹ پر قابو پاسکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قیمتیں گرتی جا رہی ہیں کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں اور ملک تباہی کی طرف جا رہا ہے ہماری فارن ٹریڈ (Foreign Trade) کی پالیسی انصاف اور مساوات پر مبنی نہیں ہے۔ ہماری جتنی چیزیں ایکسپورٹ (Export) کی جاتی ہیں ان سے سامراجی ملک مستفید ہو رہے ہیں۔ ہمیں اس بات کی آزادی ہونی چاہئے کہ ہم جس ملک سے چاہے مشینری کی مانگہ کر سکیں۔ اس پر کسی قسم کی پابندی نہ ہونی چاہئے۔ لیکن انھوں نے کہ اس قسم کی آزادی ہمیں حاصل نہیں ہے۔ مولے ان کے کہ ہم برٹش سامراج اور امریکہ سے مشینری کا مطالبہ کریں اور اس طرح انہیں محکوموں کے لئے کام موقع دیں۔

چونکہ بات مجھے خود لیبر ڈپارٹمنٹ کے تعلق سے عرض کرنی ہے۔ اس لیے ڈپارٹمنٹ نے اسی رپورٹ میں اعداد و شمار دئے ہیں کہ چار ہزار یا اس سے زائد انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ

(Industrial Dispute) ہوئے جسمیں سے انہوں نے اتنے کیسز کا فیصلہ کیا اور آجریں اور مزدوروں کے مابین خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی وغیرہ۔ لیکن دراصل لیبر ڈپارٹمنٹ کو جتنا کام کرنا چاہئے تھا اسنے اتنا کام نہیں کیا یہی میرا اعتراض ہے۔ کئی صنعتی جھگڑے محکمہ لیبر سے رجوع کئے جاتے ہیں لیکن وہ اتنی سستی سے کام لیتا ہے کہ پورے نزاعات کا جلد فیصلہ نہیں ہونے پاتا۔ چنانچہ میں مئی سنہ ۵۲ء تا جولائی سنہ ۱۹۵۲ء کے جھگڑوں کی تعداد ۱۱۵ ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس سے واضح ہوگا کہ حقیقت میں کتنے صنعتی نزاعات کا فی الواقع فیصلہ کیا گیا ہے اور کتنے پنڈنگ کیسز (Pending Cases) ہیں۔ یہ اعداد و شمار میرے دماغ کی ایجاد نہیں اور نہ یہ میرے خود ساختہ ہیں بلکہ ڈپارٹمنٹ کی رپورٹ سے ہیں یہ اعداد پڑھا ہوں۔

مئی سنہ ۱۹۵۲ء میں جلد ۱۱۵ کیسز محکمہ لیبر سے رجوع کئے گئے۔ ۶۴ کا تصفیہ کیا گیا اور باقی زیر غور رہے۔ جون میں ۱۱۲ کیسز میں سے ۴۳ کا تصفیہ کیا گیا اور ماہ جولائی میں ۲۳۸ میں سے صرف ۲۳ کیسز کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا لیبر ڈپارٹمنٹ مزدوروں کے مسائل کو حل کرنے میں کتنی تیزی سے کام لیتا ہے کیا یہی اسکی ایفیشینسی (Efficiency) ہے؟ جہاں مزدوروں کو رٹرنج (Retrench) کرنے۔ انکی گردن دبوچنے اور انہیں جیلوں میں بند کرنے کا سوال پیش ہوتا ہے وہاں تو بہت مستعدی سے کام لیا جاتا ہے لیکن انہیں سہولتیں پہنچانے کے متعلق کوئی خاص اقدام نہیں لیا جاتا۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ لیبر ڈپارٹمنٹ اور حکومت مالکان کارخانہ جات کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے بس پاتے ہیں۔ ایک آنریبل ممبر نے کچھ ہی دیر پہلے ایوان کے سامنے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں جنہیں کنسلیشن اور ایوارڈس (Awards Conciliation) پر لیبر ڈپارٹمنٹ آجریں سے عمل نہ کرواسکا۔ بہت سے ایسے کیسز ہیں جہاں عدالت نے مزدوروں کے حق میں فیصلہ صادر کیا ہے لیکن مالک کارخانہ نے عدالت کے فیصلوں کو ٹھکرا دیا۔ عدالت کے فیصلہ کی بے وقعتی کیجی اور اسے دھتکار دیا گیا۔ لیکن محکمہ لیبر میں اتنا دم نہیں ہے کہ وہ مالک کارخانہ کو ایوارڈ (Award) کے ایمپلمنٹیشن (Implementation) کیلئے مجبور کریں اور عدالت کے فیصلوں کو نافذ کرا سکے۔ ایسی بہت سی مثالیں دیجا سکتی ہیں لیکن جہاں تک سمجھوتے کا تعلق ہے زندہ طلسمات کی مثال کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ دوسری طرف اس سے مزدوروں کا کتنا قصان ہو رہا ہے۔ ان پر کتنی زبردستی ہو رہی ہے اور کتنا ظلم ہو رہا ہے اور انکا ظالم مالک کارخانہ کس طرح خون ناحق کر رہا ہے یہ ایک قابل غور بات ہے۔ لیکن اسکی باوجود کس طرح ظالم کارخانہ دار کی لیبر ڈپارٹمنٹ تائید کرتا ہے اسکا انداز اس مثال سے ہو سکتا ہے۔ لیبر ڈپارٹمنٹ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ مالک کا کان پکڑ کر اسکو پراسیکیوٹ (Prosecute) کرے جسے کنسلیشن بورڈ کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا ہے۔ جی نہیں بلکہ عدالت کے فیصلوں کو بھی ٹھکرایا گیا لیکن لیبر ڈپارٹمنٹ خاموش

تماشائی بنا رہا۔ اورنگ آباد ملز نے بھی عدالت کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا ہے جس سے آنریبل منسٹر اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ ایک ہی نہیں بلکہ کئی ایسی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ لیکن لیبر ڈپارٹمنٹ میں اتنا تساہل ہے کہ جو فیصلے مزدوروں کے حق میں دئے جاتے ہیں ان کو عمل میں لانے سے اگر مالک اپنا دامن بچانا چاہتا ہے تو بچالیتا ہے کیونکہ لیبر ڈپارٹمنٹ مالک کو اسکا پورا پورا موقع دیتا ہے اور اسکے خلاف کوئی کارروائی نہیں کیجاتی۔ ان تمام چیزوں کی میں آنریبل منسٹر سے صفائی چاہتا ہوں۔ ایک اور چیز یہ ہے کہ مائنس میں چاہے وہ کونٹھ کے ہوں یا ہٹی گولڈ مائنس ہوں یا کرناٹک کے علاقہ میں پتھر کی کانیں ہوں۔ ان تمام مائنس میں کام کرنے والے مزدوروں کے کیا مطالبات ہیں اور ان پر موجودہ اخراجات کیا ہو رہے ہیں اسکی تفصیلات اور ان مزدوروں کے متعلق گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے ان سب چیزوں کا اظہار ہونا چاہئے۔ ہم یہ سننے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ اسمیں شیر ہولڈرس (Shareholders) کا سرمایہ ہے اسلئے گورنمنٹ کو کافی اختیارات نہیں ہیں۔ گورنمنٹ کے اکسچجر (Exchequer) سے بھی کافی رقم دیجاتی ہے اسلئے ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم اسکی تفصیلات مانگیں۔ نیز لیبر ڈپارٹمنٹ جو بے بسی محسوس کرتا ہے اسکے لئے بھی ضروری اقدام کرنا چاہئے اور اس محکمہ کو اتنے اختیارات حاصل ہونا چاہئے کہ وہ خاطیوں کو پراسیکیوٹ (Prosecute) کر سکے۔

ایک اور بات جو میں آنریبل منسٹر کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ فیکٹریز اینڈ بائیلرز انسپکٹریٹ (Factories and Boilers Inspectorate) اور لیبر ڈپارٹمنٹ میں جو مزدوری ہے اس کو ختم کیا جائے۔ یہ مانگ ۱۹۴۶-۴۵ ع سے چلی آرہی ہے۔ اگر فیکٹریز انسپکٹریٹ کو لیبر ڈپارٹمنٹ کے تحت دیدیا جائے تو اس سے مزدوروں کے معاملات کو ڈیل (Deal) کرنے میں بہت زیادہ سہولت ہوگی۔ اس کے علاوہ فیکٹریز ایکٹ اور مائنس ایکٹ پر خاص طور پر کتا گورڈ اور بلم ہلی کالریز کے تعلق سے عمل کرنے میں سہولت ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ آنریبل منسٹر وہاں کے مزدوروں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

مجھے بیروزگاری کے تعلق سے بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ آج کارخانے بند ہوتے جارہے ہیں لیکن کارخانوں کے بند ہونے کی وجوہات معلوم کرنے کے لئے اور ان کو چالور کھنسر کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔ ہارسے پاس کے بڑے بڑے کارخانے تاج گلاس فیکٹری۔ تاج کلمے ورکس لمیٹڈ اور حیدرآباد آلومین میٹیل ورکس تباہی کی حالت میں آلومین سے متعلق حکومت کے پاس کئی رپورٹس موجود ہیں۔ لیکن مجھے نہیں معلوم کہ حکومت کیوں ان رپورٹس کو پبلش (Publish) نہیں کرتی۔ انہیں کیوں ایوان کے سامنے نہیں لایا جاتا تاکہ ہم اس پر اپنی رائے دے سکیں اور تجاویز پیش کر سکیں۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان بند ہونے والے کارخانہ کی کیا حالت ہے اور وہ کیوں بند کئے جارہے ہیں۔ کیا یہ رپورٹس اس لئے یہاں نہیں لائے جاتے کہ ان پر نکتہ چینی ہوگی اور مواخذہ کیا جائیگا؟ آلومین میٹل ورکس کی رپورٹ کو ہاؤس کے

ٹبل در دیا جائے۔ جامعے جاتا ہے جو حقیقت حال ہے وہ ہاؤس کو معلوم ہو سکے اور مناسب تدابیر کے ذریعہ اس مرض کا علاج ہو سکے۔ صرف ادھر ادھر کے ٹوگوں کو دیا نہ جائے۔ بلکہ اس کے علاوہ والا جسے انتخاب کو وہاں مینیجر یا ڈائریکٹر بنانے سے کچھ نہیں۔ وہاں جو حالات ہیں اس سے ہم اچھی طرح واقف ہیں لیکن ان کو راز میں رکھنے اور چھپانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ان تمام باتوں کو میں ایران کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اور وہ رپورٹ بلیک ہو جائے تو بہت سے ویشوا، مجرم گردانے جائیں گے۔ جو انڈسٹریز کے اس پہلے سے موجود ہیں ان میں اضافہ کرنے یا انہیں کم از کم ہم نے بڑھا ہے کہ وہ بھی جائز حالت میں رہے۔ ہم نے انہیں اب بچا جا رہا ہے۔ کل ہی کے اخباروں میں راج پریکٹ سے ۱۸ کروڑ روپیہ حاصل کر کے ایک فنڈ قائم کیا جا رہا ہے جس سے انڈسٹریز قائم کی جائیں گی۔ اگر انریبل منسٹر اس بارے میں توجہ دیں اور کاخانے قائم کئے جائیں تو اس سے بڑی حد تک بیروزگاری کے مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے ایسی اسکیمات کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں جن پر عمل کرنے سے ملک خوشحالی کے راستہ پر گامزن ہو سکے اگر اس اسکیمات کی طرف آج قدم اٹھانا چاہتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ ذرا ہمت سے کام لیں۔ خانگی ملاقاتوں میں تو آپ ہم سے یہ بولتے رہتے ہیں کہ ضرور آپ نظام سے ہسہ لینے کے بارے میں کہتے رہیں تاکہ اس سے عوام کو فائدہ پہنچ سکے ہم یہاں بھی کہتے ہیں اور ہاؤس کے باہر بھی یہی کہتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ اگر آپ واقعی ایسی تجاویز پر عمل کرتا چاہتے ہیں تو نہ صرف پورا اپوزیشن بلکہ پورے عوام آپ کا ساتھ دیں گے۔ ان اسکیمات کو عمل میں لانے کے لئے جہاں ہسہ ہے آپ وہاں سے تو حاصل نہیں کرتے بلکہ ٹیکس کے ذریعہ غریبوں پر بار ڈال کر یا رٹرنچمنٹ (Retrenchment) کر کے بچہ نکالنا چاہتے ہیں۔ میں صاف طور پر آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل نہیں ہو سکتا۔ اس سے افلاس بڑھیکا بچنی پڑھیکا۔ جرائم بڑھیں گے اور پھر ہمارے قوم منسٹر کو واپس پر زچہ بڑھانا پڑیگا جس کے لئے ہم تیار نہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ ان تمام چیزوں پر غور کرے اور اپنی پالیسی کی وضاحت کر دے۔ میں امید کرتا ہوں کہ انریبل منسٹر ان خیالات کو جو میں نے ایوان کے سامنے رکھے ہیں خاص طور پر میں نے دھارمٹ سے متعلق جن باتوں کا مشورہ دیا ہے اس پر غور فرمائیگی۔

منا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

The House then adjourned for recess till Half Past five of the clock.

The House reassembled after recess at Half Past Five of the clock.

[Mr. Deputy Speaker in the chair]

పూజనీయ సభాపతి, స్పీకర్, ఈ సాటిచర్మతో నేను.....

శ్రీ. విनायकराव विद्यालकार :—आप यदि हिंदी में बोलेंगे तो बहुत अच्छा होगा, मैं आपसे प्रार्थना करता हूं, ताकि मैं आपको समझ सकूँ ।

श्री. गोपिंड गंगारेड्डी :—

मिस्टर स्पीकर सर, आज तीनों शाखाओं के अंक मंत्री महाशयने अपनी मांगें हमारे सामने रखी हैं । अनुपर मैं अपने विचार प्रगट करना चाहता हूं । जब मेरा बचपना था उस समय की अंक बात मैं यहां बताना चाहता हूं । मैं जब के छोटा था, और पहले पाठशाला में पढ़ने के लिये जाता था तो मेरे माता पिता मुझसे कहते थे कि विनायक यह देवता है, और अन्हे पहले प्रणाम किये बिना विद्याभ्यास शुरू नहीं करना । हम जब विनायक की पूजा करते थे तब मने देखा था कि विनायक के सिरपर अंक बड़ी सूड है, और उसके रर के नीचे अंक चूहा है । विनायक देवता का सब लोग असलिये पूजा करते हैं कि वह सबके दुःख को दूर करता है, और सबको सुख देता है । अुसी तरह हमारे यहां भी यह अंक विनायक ही हैं । मुझे आशा है कि यह विनायक भी अुसी विनायक की तरह सबको सुख और आनंद देंगे । जिस तरह अुस विनायक के सिर पर सूड है वैसे ही हमारे अिन विनायक के सिरपर भी बडे बडे अुमरा व पूंजीपति लोग सूड की तरह बैठे हैं । और अुस विनायक के पैर के नीचे जैसा चुहा होता है वैसे ही अिनके पैर के नीचे हमारी अव्बाम है । यदि विनायक अितना भार लेकर चलने लग तो अुनके पैर के नीचे का चुहा मरने का डर रहता है । अुसी प्रकार हमारे अिन विनायक के पैर के नीचे हमारी यह जनता न कुचली जाय अैसी मेरी अुनसे प्रार्थना है ।

अितना कहने के बाद अब मैं निर्मल के जो गृह अुद्योग चलते हैं अुनके बारे मे कुछ निवेदन करूंगा ।

निर्मल तालुके का सुदैव है कि वहां की खिलौना साजी बहुत हि मशहूर है । सारे अिडिया मे यहां की खिलौनासाजी मशहूर है । यह बात सबको मालूम है कि यहां के जो लोग हैं अुन्हें यह सी कुदरती देन है कि वे लोग हर किसम् के खिलौने और अन्य चीजें बहुत ही अच्छी तरह से बना सकते हैं । हैदराबाद में जो नुमायिश हुवा करती है अुसमें भी यह चीजें दिखलाने के लिये, रखी जाती हैं, और अन्य जगहों पर भी असको बहुत चाहा जाता है । मिनिस्टर साहब भी यह बात जानते हैं और वे जब कभी अुस तरफ आते हैं तो वहां अिन चीजों की बहुत सारीफ करते हैं, और वहां से कुछ चीजें अपने साथ भी ले जाते हैं । यह कहते हुये कि यह चीजें बहुत ही अच्छी हैं, अुन्हे यहां ला कर अपने मित्रों को बडी शानसे दिखाते हैं । आप जानते हैं कि बिस्वामित्र कैसे नयी सृष्टी निर्मिती की वैसे वहां के कारीगर भी अपने हाथों से नयी सृष्टी तैयार करसकते हैं । आप प्रत्यक्ष अुनका काम देखेंगे तो यह आपको भी मालूम होजायेगा । वहां जो चीजें बनायी जाती हैं अुनमें और कुदरती चीजों में आपकी जरा भी फरक नजर नहीं आयेगा । आप यदि लोग देखेंगे तो आप पहचान नहीं सकेंगे कि यह लौह असली है या बनावटी है । अुसीतरह खाने के पान जैसा पान भी ये लोग लकडी से बिलकूल हुबहु बनाते हैं । आप यहां कुदरती चीजों में और मस-नयी चीजों में कौसी फरक नहीं पायेंगे । यहां आम, सिताफल और अंगूर वगैरा चीजें आप देखेंगे

तो दंग हो जायेंगे । अतः अच्छे कारीगर और यह कारीगरी है किन्तु अंगकी तरफ सरकार कुछ ध्यान नहीं दे रही है, और अगर इसी तरह काम चला तो फिर चंद दिन के बाद यह हुनर जो वहां है वह खतम होजायेगा, और यह जो कॉटेज अिडस्ट्री है वह बर्बाद हो जायेगी । आज अिनको खाने के लिये भी पूरा नहीं मिलता है, और अिनके पास आज पानी की भी किल्लत है । यह जो अिनका धंदा है अिसके लिये भी गव्हर्नमेंट की तरफ से कोई काम की अिमदाद नहीं की जा रही है । यदि गव्हर्नमेंट की तरफ से कोई ग्रैंट (Grant) मिली तो यह अिडस्ट्री यहां पर अच्छी तरह बढ़ सकती है । यहां खाली खिलौने ही बनते हैं अैसी बात नहीं है । यहां पर पीतल के बर्तन भी बनते हैं । अैसी जगहों पर यदि गव्हर्नमेंट अपने मतअती मदरगमे खोल दे तो यह लोग नये नये तरीके सीख सकेंगे । लेकिन बजाये नये मदारिम खोलने के जो अंक सन्अती मदरगा पहलेसे यहां था अुसे भी अब बंद करने के लिये गव्हर्नमेंट सोच रही है । अुसे मुन्तकिल करनेवाले हैं असा सुन रहे हैं । यह तो अुन लोगों पर बिलकुल अन्याय होने वाला है । पहले ही हमारे सामने बेरोजगारी का मसला है । फिर यह जो सनअती लोग हैं जो कुछ खंज आदि नैयाग करके अपना पेट भरते हैं वे लोग क्या करेंगे और अुनके अिस हुनर में किस तरह प्रगति होसकेगी ?

पहलेही हमारे यहां बेरोजगारी का मसला दिन ब दिन बढ़ रहा है, और सरकार बड़े बड़े यंत्र लाकर अुसे और भी बढ़ा रही है । आपके यह यंत्र देहातों के लिये कुछ जरूरी नहीं हैं । आज आप देहातों में ट्रैक्टर लाने के लिये कहते हैं । अुससे यह हो रहा है कि आज देहातों में जो बैल हैं अुनपर भूख मरने की मुसीबत आयी है । आज अुनके हल खाली पड़े हैं और आप बड़े बड़े यंत्र वहां लाकर भर रहे हैं । जिराअत के जो पुराने साधन थे वे आज जा रहे हैं । आज बैलोंका पेट पीठ से लग रहा है क्योंकि अुन्हे खाने के लिये भी नहीं मिलता है । किसान आज अुसे भर-पेट खाने के लिये नहीं दे सकता है ।

देहातों की बेरोजगारी कम करने के लिये महात्मा गांधीने कहा था कि देहातों के बड़े देहातों के लिये ही रहने दीजिये । यहां बड़े बड़े यंत्र न आने देने में ही देहातों का फायदा है । यदि बड़े बड़े यंत्र देहातों में आते हैं तो देहात खतम होजायेंगे । फिर भी हमारे यहां गव्हर्नमेंट बड़े बड़े यंत्र लाने की कोशिश कर रही है, और लाही रही है । मैं कहना चाहता हूं कि हमारे यहां भारत में लोगों की कमी नहीं है । पहले ही यहां की आबादी ज्यादा है । और जो आबादी आज है अुसे काम नहीं मिल रहा है । अगर आप बड़े बड़े यंत्र लाकर काम करलें तो अुससे बेकारी और भी बढ़ेगी । जहां लोगों की आबादी कम है, और काम ज्यादा है वहां बड़े यंत्रों की अिस्तेमाल किया जा सकता है । लेकिन हमारे भारत के लिये अुनकी जरूरत नहीं है । आप कहेंगे "ज्यादा अन्नाज अुगावो" आंदोलन के लिये हमें यंत्रों की जरूरत है । मैं पूछना चाहता हूं कि पहले ही जो किसान बेरोजगार होते जा रहे हैं अुन्हें काम पर न लेते हुये आप यदि यंत्र लायेंगे तो यह बेरोजगारी का मसला हल नहीं होनेवाला है । क्या आपका अंसा लगता है कि यह मसला जिस तरह हल होनेवाला है ? सब को काम देने की जिम्मेदारी तो गव्हर्नमेंट पर है । आज तो आपने देहातों में अिनकियों भी लाना दी है । पहले हमारे देहातों में घर घर चक्की चलती थी लेकिन यह काम बंद होआयी है । अिससे बेरोजगारी बढ़ते जा रही है । आज तो रूबी निकालने की भी कारखाने बंद हैं, और जिस तरह हमारे निर्मल तालुके में तो रोज बरोज बेकारी की हालत बढ़ती जा रही

ह सिर्फं निर्मल तालुके में ही नहीं बल्कि सभी जगह आज मजदूरों की हालत खराब होती जा रही है । मालिक लोग उनको अच्छी तरह से ट्रीट (Treat) नहीं करते हैं ।

आज आप जानते हैं कि यहां किंग कोठी में जो मजदूर काम करते हैं उनकी हालत क्या है ? उनको आठ रुपये तनखाह मिलती है । अब बताइये कि ८ रुपये तनखाह में वे क्या करेंगे ? उनके तरफ ध्यान देनेवाले वहां कोभी नहीं हैं । उनको दिन रात काम करना पड़ता है । रात में यदि कोभी जगा तो वहां जाकर उनके हाथपांव भी दबाने पड़ते हैं । उनका वहां बंदर और राल्ली का सा हाल होता है । जैसे बंदर और बिल्ली को अकेला नहीं चलाया जा सकता, वैसे ही मालिक और मजदूर ये दोनों अकेले नहीं हो सकते ।

मैं कहना चाहता हूं कि ये जो बेरोजगारी का मसला है वह इस तरह हल होनेवाला नहीं । जिसके लिये जो आपको कॉटेज इंडस्ट्रीज (Cottage Industries) को ज्यादा फरोग देना होगा । मुझे बागे आम के बराह की मिसाल यहां याद आती है । जैसे बागेआम में जो बराह रहता है वह अपने पिंजरे में गोल गोल घूमता है और सोचता है कि मैं बहुत दूर चला, लेकिन फिर अपने को वहीं पाता है । हम भी अगर इसी चौकट में रहेंगे तो हमें भी ऐसा ही लगेगा कि हमने बहुत कुछ किया लेकिन बाद में फिर उस बराह की तरह हम भी अपने को वहीं पायेंगे । जिसलिये मैं कहना चाहता हूं कि हमारे पास आज जो तसवीर है उसकी सिर्फ चौकट बदलकर काम नहीं चलने वाला है । हमें उसमें की तसवीर भी बदलनी होगी । याने हमें बिल्कुल बुनियादी तबदीली करनी होगी । उसके सिवा हमारा कोबी काम ठीक अंजाम नहीं पायेगा । पंचवर्षीय प्रणाली में भी हमें देहात की भलाजी की दृष्टी से ही सोचना होगा । सिर्फ जैसा ब्राम्हण "दीर्घम् अस्तु" कहता है, लेकिन कुछ नहीं होता है, उसी तरह हम भी खाली कहने ही जायेंगे तो वहां कुछ होने वाला नहीं है । जिसलिये मैं कहता हूं कि जो पुरानी तसवीर है उसे खतम किया जाय और उस जगह बिल्कुल नयी तसवीर बिठाई जाय तभी यह काम हो सकता है । खाली मलमपट्टी से काम नहीं होनेवाला है । अतना कहकर मैं अपना भाषण समाप्त करता हूं ।

شری سید اختر حسین - مسٹر اسپیکر - آج ایوان میں حکومت کی صنعتی پالیسی پر گفتگو ہو رہی ہے - اس کے بارے میں مجھے چند لفظوں میں یہ کہنا ہے کہ حیدرآباد کے اندر وہ صنعتیں جو براہ راست حکومت کے زیر انتظام ہیں اور جن میں حکومت کا کافی سرمایہ لگا ہوا ہے نیز وہ صنعتیں بھی جو پرائیویٹ صنعتیں کہلاتی ہیں اور جن پر کسی نہ کسی طرح سے حکومت کا کنٹرول ہے یہ سب کی سب دن بہ دن زوال پذیر اور انحطاط کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہیں - اس کے بنیادی اسباب کیا ہیں ؟ وہ کونسی چیزیں ہیں جن کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکیں کہ حکومت نے جدید اور ترقی پذیر صنعتی پالیسی مقرر کی ہے ؟ آج حیدرآباد میں جو بھی صنعتیں ہیں اون میں نہ صرف یہ کہ حیدرآباد سے باہر کا سرمایہ بڑی تیزی کے ساتھ داخل ہو رہا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان سے باہر کے بڑے اور سامراجی سرمایہ دار بھی براہ راست یا بالواسطہ کسی نہ کسی طرح سے اس پر اثر انداز ہو رہے ہیں - ممکن ہے کہ یہ بات بہ ظاہر عجیب سی معلوم ہو - اس لئے کہ حکومت کی صنعتی پالیسی پر جو پردہ پڑا ہوا ہے

اوس کے پیش نظر عام لوگوں کے سامنے وہ حقیقتیں نہیں آئیں ہیں جو عام طور سے پردے کے پیچھے اپنا کام کر رہی ہیں۔ مگر اس کے اسباب اور اثرات اور نتائج ضرور کچھ لوگوں کے سامنے ہیں اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ کس طریقے سے آئے دن حیدرآباد کی صنعتوں میں ہندوستان اور باہر کے بڑے سرمایہ داروں کا اثر اور عمل دخل بڑھتا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا یہ جواب دیا جائے کہ چونکہ حیدرآباد اسٹیٹ کے پاس روپیہ نہیں ہے اس لئے اگر باہر سے روپیہ آتا ہے اور باہر کا سرمایہ یہاں کی صنعتوں میں لگایا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم جس سہج کے اندر رہتے ہیں اور اپنی سوسائٹی کو جن سانچوں میں ڈھالنا چاہتے ہیں وہ ڈھانچے سرمایہ دارانہ ہوں تو دوسری بات ہے لیکن اگر ہم ایک عوامی سوسائٹی بنانا چاہتے ہیں تو پھر ہم کو چاہئے کہ ہم اپنی کوششیں اوسی مقصد کی طرف موڑیں جو صحیح معنوں میں عوام کی تمناؤں کا مظہر ہو۔

پچھلے چند سال کے اندر حیدرآباد میں نہ صرف یہ کہ جو پرائی صنعتیں تھیں وہ ایک ایک کر کے بند ہوتی رہیں بلکہ جو بڑی بڑی صنعتیں ہیں اون میں بھی آئے دن تخفیف اور چھٹی کا عمل ہو رہا ہے۔ حکومت کے زیر انتظام جو صنعتیں ہیں اون میں ہم مختلف قسم کی بدعنوانیاں دیکھتے ہیں۔ میں تمثیلاً یہاں چند صنعتوں کی مثال سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

آئین میٹل ورکس نے جو ریاست کی ایک اچھی صنعت ہے سنہ ۱۹۴۷ء میں نہ صرف یہ کہ اپنے حصہ داروں کو منافع تقسیم کیا بلکہ مزدوروں کو ایک مہینے کا بونس بھی دیا۔ لیکن آج اسکی اسی حالت ہو گئی ہے کہ اس کے وجود کا باقی رہنا بھی مشکل نظر آ رہا ہے۔ اس صنعت میں آج سے چند سال پہلے یعنی سنہ ۱۹۴۷ء میں (۱۲) سو مزدور کام کر رہے تھے اور ایک سال میں (۲۵) لاکھ کا سامان تیار کرتے تھے لیکن سنہ ۱۹۴۹ء میں یعنی صرف دو سال کے بعد ہی تین سو مزدور کم کر دیئے گئے ہیں اور صرف نو سو مزدور کام کرتے ہیں لیکن پیداوار (۳۵) لاکھ سے زائد ہوتی ہے۔ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ایک طرف تو تخفیف کی جائے اور دوسری طرف پیداوار بڑھے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مزدوروں پر کام کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی ہو رہا ہے کہ غلط اور نامناسب موقعوں پر میکانائزیشن (Mechanisation) کے ذریعہ زیادہ مشینوں کو استعمال کر کے مزدوروں کی چھٹی کر کے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ بیروزگاری دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔ میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ حیدرآباد میں (۲۵) چھوٹی بڑی صنعتیں بند ہو گئی ہیں۔ جو صنعتیں اس وقت موجود ہیں اون کی حالت بھی نازک ہے۔ اس حالت کو سدھارنے کے نام پر گورنمنٹ نے جو پالیسی اختیار کی وہ اور زیادہ خطرناک ہے۔ اس کے بجائے لوگوں کی کوشش کی جانی چاہئے کہ عوام کا مطالبہ تھا اور جیسی کہ مزدوروں کی مانگ تھی کہ ہمارے کاموں کے لئے مارکٹ پیدا کیا جائے اور حیدرآباد کے درمیانی صنعت کاروں اور

پرائیویٹ انڈسٹریز (Private Industries) کی حکومت اور بڑے بڑے انڈسٹریلیسٹس کی طرف سے مدد کی جائے گا۔ وہ صنعتیں فروغ دیا سکیں جو صحت حال مخلف ہوتی۔ لیکن پچھلے دہڑہ سال سے حکومت کی علانہ نہ نالیسی رہی کہ باہر کے بڑے سرمایہ داروں کو یہاں لانے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ سرسلک اور سرپور کی اجارہ داری پرلا کو دنگئی یعنی ان دونوں بڑی صنعتوں کا انتظام پرلا کے حوالہ کردیا گیا اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ مخلف مزدور یونینوں نے احتجاج کی آواز بلند کی بلکہ حیدرآباد کے سہی ہاسندوں نے ایک زبان ہوکر متحدہ طریقہ سے یہ مطالبہ کیا کہ ان صنعتوں کو باہر کے سرمایہ داروں کے حوالہ نہ کیا جائے۔ اس کے متعلق یہ عذر پیش کیا جا رہا ہے کہ حکومت کے پاس پیسہ نہیں اس لئے نہ ضروری ہے کہ اگر باہر کے سرمایہ دار پیسہ لگانا چاہتے ہیں تو اوں کو یہ صنعتیں دے دی جائیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک عجیب و غریب چیز بھی ہمارے سامنے آئی ہے۔ اخباروں میں بھی عام طور پر یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جب نظام نے یہاں کی صنعتوں میں اور خاص طور پر سرپور میں رویہ لگانا چاہا تو خود کانگریس کابینہ نے اس کی مخالفت کی۔ نہ بڑی افسوس ناک نالیسی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یہاں کی صنعتوں میں باہر کے سرمایہ دار اور خود غرض مفادات دخل انداز ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ہمارا معاشی نظام بیرونی سرمایہ داروں کے تسلط اور قبضہ میں جا رہا ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ صنعتی مزدوروں میں بیروزگاری بڑھ رہی ہے۔ مختلف صنعتوں میں مزدور کم کئے جا رہے ہیں اور کسی نہ کسی بہانہ سے اوں کی تخفیف کی جا رہی ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کانگریس کی نام نہاد عوامی حکومت کے سامنے کیا طریقہ کار ہے؟ تعجب اور افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آج جبکہ حکومت کے سامنے یہ اعداد و شمار بھی موجود نہیں کہ کتنے صنعتی مزدور حیدرآباد اسٹیٹ میں بیکار اور بیروزگار ہیں یا پچھلے دہڑہ دو سال کے اندر کتنے بیروزگار ہو گئے۔ آئے دن اخباروں میں خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ آج فلاں کارخانے سے مزدوروں کو نکلا گیا۔ اور آج فلاں کارخانے کے مزدوروں پر چھٹی کا عمل کیا گیا۔ جو اعداد و شمار مختلف پارٹیوں اور دوسرے لوگوں نے پیش کئے ہیں اوں سے پتہ چلتا ہے کہ صرف پچھلے دو سال کے اندر ریاست کے تمام چھوٹے بڑے کارخانوں کے لاکھوں صنعتی مزدور اور انکے متعلقین بیروزگار ہو گئے۔ حیدرآباد کی صرف بڑی بڑی صنعتوں میں چند سال پہلے ایک لاکھ سے زائد مزدور کام کر رہے تھے۔ لیکن آج کے اعداد و شمار لئے جائیں تو پتہ چلے گا کہ یہ تعداد کس قدر گھٹ گئی ہے۔ جہاں تک چھوٹی چھوٹی اور پرائیویٹ انڈسٹریز کا تعلق ہے صورت حال یہ ہے کہ حکومت اور ارباب اقتدار کی جانب سے برابر یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ بازار مند ہے جو صنعتی مال بازار میں آتا ہے وہ فروخت نہیں ہوتا ہے اس لئے ان صنعتوں کو بند کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یعنی اس طرح یہ جواز پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی دوسری طرف یہ کوشش کی جاتی ہے کہ براڈکشن (Production) بڑھنا چاہئے۔ یہ متضاد چیزیں اور یہ تضادیانی اوس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے

ہیں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو دوسری طرف جیسا کہ اس نے ابھی نہیں
مزدوروں کے لئے دیا۔ یہ دوسری طرف سے اضافہ لیا جا رہا ہے۔ یہ کیفیت، جب ہمارے
سامنے ہے۔ یہ اس کے لئے ایک بھروسہ ہے جو جانے ہیں کہ اس کا بنیادی
سبب کیا ہے۔ مگر صنعتوں میں پیداوار بڑھ رہی ہے لیکن جن صنعتوں میں پیداوار
بڑھ رہی ہے ان کے منافع سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کو حاصل ہوتا ہے وہ عوام کے
فائدہ کے لئے نہیں ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ پیداوار کے سلسلہ میں کوئی خاص
پلاننگ اور منصوبہ بندی حکومت کے سامنے نہیں ہے۔ بنیادی طور پر جب ہم اس کے
معنی سمجھیں۔ یہ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج لوگوں کی قوت خرید اتنی لڑکھی ہے کہ
بازار میں وہ اتنی ضرورت کی اشیاء بھی نہیں خرید سکتے۔ اوسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے
سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کے لئے دارانہ۔ زمیندارانہ اور سرمایہ دارانہ گرفت مضبوط تر
ہوئی ہو رہی ہے۔ اس لئے اگر ہم آج ایسی خاص خانہ باکسز میں بند لوگ اور
ایک ایک لئے مسائل کو دیکھیں ہیں تو ایسی صحیح نتیجہ نہیں پہنچ سکتے۔

ہم نے ابھی کہ بڑا حصہ زرعی آبادی پر مشتمل ہے لیکن ہمارا زرعی نظام خالص
زمیندارانہ۔ اور جب اس دارانہ نظام ہے اس میں کوئی تبدیلی کوئی ترقی پذیر تبدیلی نہیں
ہوتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دن بہ دن انسان مفلوک الحال ہوتے جا رہے ہیں
اور اس کے اثر و رسوخ پر بھی بڑھ رہا ہے۔ خاص طور پر دیہات کے مارکٹ پس ماندہ
ہو گئے ہیں۔ ایسی حالت میں جب کہ ہماری سوسائٹی کی معاشی حالت ابتر اس طرح
ہوتی جا رہی ہے ظاہر ہے کہ ہم انہی صنعتی ترقی کو آگے نہیں لیجاسکتے۔ اس لئے
کہ جو مال بازار میں آتا ہے اس کو خریدنے والے کم ہوتے جا رہے ہیں اور درمیانی
اور اونچے درجہ کے طبقہ کے لوگوں کی قوت خرید بھی گھٹتی جا رہی ہے اس کی وجہ یہ
ہے کہ جو صنعتی پیداوار ملک میں ہو رہی ہے اس کے لئے ہم کو مارکٹ نہیں مل
رہا ہے کیونکہ یہ پیداوار ایسی خاص منصوبہ بندی کے تحت نہیں پیدا کی جاتی۔ ایسی
پیداوار سے لوگوں کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں۔ ہمارے کارخانوں میں یہ موٹو
(Moto) ہانا چاہئے کہ ایسی نہ کسی طرح زیادہ سے زیادہ منافع کمایا جائے۔
جب تک کہ موٹو دیکھ کر ہماری صنعتی ترقی ناممکن ہو جائیگی۔ جب تک ہم زمین اور
سرمایہ کے رشتوں کو نہ سمجھیں کہ ترقی پذیر زرعی انقلابی اصلاحات نہ کریں گے کسانوں
کی قوت خرید نہیں بڑھ سکتی۔ اور وہ اس قابل نہ ہو سکیں کہ اپنی ضروریات زندگی کی
چیزیں اور وہ چیزیں جو ایک ترقی پذیر سوسائٹی کے لئے ضروری ہیں خرید سکیں۔
جب تک ہم کسانوں کو اس قابل نہیں بنائیں گے اس وقت تک ہماری صنعتی ترقی ناممکن
ہے۔ اسی لئے اس وقت کی صنعتی پالیسی میں ایک بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

میں ایک اور چیز کی طرف اشارہ کروں گا۔ آج نظام ایک اعلیٰ مرتبہ حاصل کر کے
راج ہو سکتے ہیں۔ ان کے پاس جو دولت ہے وہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کے
متعلق ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ دستوری طریقہ سے ہم اس کو اصل نہیں کر سکتے

ایکس نہ تو ہر مال کیا جاسکتا ہے نہ اون کا سرمایہ اون کی دولت یہاں کی صنعتوں میں لگائی جائے۔ اس وقت نظام راج دیکھنا اپنا پیسہ جنرل موٹر ورکس مدراس وغیرہ میں بیرونی دہنیوں اور بنگال کے جوٹ کے کارخانوں اور کلکتہ بمبئی، مدراس وغیرہ کی بعض صنعتوں میں لگا رہے ہیں۔ اس طرح ملک کا پیسہ باہر جا رہا ہے۔ نہ ملک کا روپیہ اور عوام کی دولت ہے جو کسی نہ کسی طرح پچھلے زمانہ میں جمع کی گئی تھی اس لیے اس کی روک تھام ضروری ہے۔ اگر اس روپیہ کو ایک بلاننگ کے تحت یہاں کی صنعتوں میں لگایا جائے تو ہمارے یہاں کے صنعتی مزدوروں کی بیروزگاری دور ہو سکے گی اور دوسری طرف انک منصوبہ بندی کے تحت ہم وہ چیزیں پیدا کر سکیں گے جس کی ضرورت آج ملک کو اور عام لوگوں کو ہے۔ بہر حال میں اس مختصر سے وقت میں صرف یہ اشارہ دینا چاہا ہوں کہ ہماری صنعتی پالیسی میں بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اور نہ صرف صنعتی پالیسی میں بلکہ زرعی پالیسی میں بھی ایسی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ ان دونوں میں جو ربط ہے اس کو پیش نظر رکھ کر جب تک اسے تبدیلیاں نہ کی جائیں گی۔ جب تک سرمایہ داری اور زمینداری اور بیرونی سرمایہ کی چھاپ کو ختم نہ کیا جائے گا اس وقت تک نہ ہم صنعتی ترقی کر سکیں گے اور نہ ملک سے بیروزگاری دور کر سکیں گے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ پانچ سالہ پلان اور دیگر بڑے بڑے بلانوں میں اس صنعتی ترقی کی حد برائے نام ہے ان چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مد پر بطور خاص توجہ دی جائے۔ جب تک اس پر توجہ نہ کی جائے گی اس وقت تک نہ تو ہم صنعت میں ترقی کر سکیں گے اور نہ ملک کی غربی اور بیروزگاری دور کر سکیں گے ان اٹنڈ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری. ابدھبھراوہ پاتیل :-

میسٹر سپیکر سر، آج یہ جو ڈیمانڈس کونسل انڈسٹریل اور لیبر ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں آئے ہیں ان میں سے کٹموشن پش کی ہے۔ کیونکہ میں یہاں کے انڈسٹریل پریگرس (Industrial progress) کے بارے میں بولنے والا ہوں۔ سرکار کی انڈمینسٹریٹو رپورٹ میں انڈسٹریل کے پریگرس کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ بومبن شگر فیکٹری میں اس سال ۲۰۰ پارسنٹ، اور آجملجاہی میلس میں ۵۰ پارسنٹ کا پرائڈکشن بڑھا۔ لیکن سیمنٹ فیکٹری کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ ملاحظہ ہوتا ہے کہ یہ رپورٹ جلی جلی جلی باتوں کا پرائڈکشن بڑھا ہے بھٹی کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اسی کو جلی انڈسٹری اس رپورٹ میں نہیں بتلایا گیا جلی جو بند ہو گیا ہے، یا جس کا پرائڈکشن کم ہو گیا ہے۔ یہ بھی نہیں بتلایا گیا ہے کہ فلاں فلاں انڈسٹری بند ہونے کے راستے پر ہیں۔ یہ جو رپورٹ سرکار کی جانیم سے پش کی گئی ہے وہ بھوام کو اک جال میں ڈال کر بھوکا دینے کا طریقہ ہے۔ کسی بھی آدمی کو بھوکا دینا بھوکا دیا جا سکتا ہے، لیکن ہر بار اور جیادہ بھوکا تک کسی کو بھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ اس رپورٹ میں یہ سب آنا چاہیے تھا کہ ہماری انڈسٹری کیسے چل رہی ہے، کونسی انڈسٹری میں پرائڈکشن کم ہوا ہے، کونسی میں بڑھا ہے، کونسی انڈسٹری بند ہونے کے راستے پر ہے، اور اگر بند ہو رہی ہے تو اس کی وجہ کیا ہے یہ سب باتیں اس رپورٹ میں ہونی چاہیے تھیں۔ یہاں کے

२५ कारखाने बंद होगये हैं लेकिन अनुके बारे में अंक शब्द भी इस रिपोर्ट में नहीं लिखा गया है । अलविन मेटल वर्क्स बंद होने के रास्ते पर हैं । अँसा भी सुना जाता है कि अिमके बारे में रिपोर्ट में कुछ नहीं लिखा गया है । मालूम नहीं यह अवतती है या अूर्तति है यह क्या है यह तो अव्वाम ही बता सकती है । मुल्क में प्राँडक्शन बढ़ने के लिये या अुत्पादन बढ़ाने के लिये प्रायव्हेट सेक्टर (Private Sector) की मदत लेने के बारे में सोचा जा रहा है, और कहा जा रहा है कि प्रायव्हेट अिडस्ट्रियालिस्टस् ज्यादा से ज्यादा रकम अिनव्हेस्ट (Invest) करें । प्रायव्हेट कैपिटलिस्टस् ज्यादा से ज्यादा आगे आये अिसके लिये कोशिश हो रही है । पहले आपकी अिड-अिडस्ट्रियल पॉलिसी क्या है यह जबतक डेफिनेटली तय नहीं होता तबतक प्रायव्हेट सेक्टर अिनव्हेस्टमेंट के लिये तैयार नहीं होता। आप अिडस्ट्रीज का नेशनलायजेशन (Nationalisation) करना चाहते हैं या सोशलायजेशन करना चाहते हैं अिमके बारे में पहले आपकी डेफिनेट पॉलिसी होनी चाहिये । क्या आप हुकूमत के जेरे निगरानी सोशलायजेशन राष्ट्रायकरण करना चाहते हैं तो पंचवार्षिक प्लैन में अुसको पूरी कल्पना होना आवश्यक था । पर्सन नेहरू अपनी तकरीर में कहते हैं कि हम प्रायव्हेट सेक्टर को भी आगे लाना चाहते हैं । लेकिन हमारे यहां कैपिटल (Capital) शाय (Shy) होता है। वह लोग अिनव्हेस्ट (Invest) नहीं करते हैं । अुनको अितना अुत्साह नहीं है कि देश की किसी नयी अिडस्ट्री में अपना मरमाया अिनव्हेस्ट करें ।

बात यह है कि हमें हमारी पंचसाला प्लैन यदि चलाना है तो हम ज्यादा पैसों की जरूरत होगी । और वह हमें कहीं न कहीं से लाना पड़ेगा । लेकिन हम प्रायव्हेट लोगों को पैसों देने के लिये मजबूर नहीं कर सकते हैं क्योंकि कान्स्टिट्यूशन के तहत अिस तरह पैसा नहीं दे सकते हैं । लेकिन यह लोग अिसतरह पैसा नहीं अिनव्हेस्ट करेंगे । अुनसे तो जबरदस्ती पैसा लिया जायगा तभी वे पैसा देंगे । क्योंकि दोनों के खियालात में बुनियादी अंखतेलाफ है । कैपिटलिस्टों का नुकतेनजर और हमारा नुकते नजर अिसमें काफी अंखतेलाफ रहता है । यदि आपकी पंचमाला प्लैन यशस्वी करना है तो आपको प्रायव्हेट सेक्टर से जबरन रकम लेनी पड़ेगी । आपको अभी यह बात ठोक नहीं लगेगी लेकिन अिसमें टाइम फॅक्टर (Time Factor) ज्यादा महत्व का है । वक्त ही आप को दिखा देगा की आज जो मैं कह रहा हूँ वह सही है या नहीं । और फिर आप ही कहेंगे कि सिर्फ मांग कर पैसा नहीं मिलता है । अुसमें बात अँसी है कि आज के कैपिटलिस्टों का तो आप पर और आपकी अिडस्ट्रियल पॉलिसी पर भरबसा नहीं है । अिसलिये वे अिनव्हेस्ट करने के लिये तैयार नहीं हैं । आपको पहले अपनी पॉलिसी बिलकुल निश्चित रूप में बता देनी होगी तभी शायद वे आगे आयेंगे ।

हमारे ऑनरेबल मिनिस्टर साहब तो लातूर का जन्मस्थान से चुनकर आये हैं । वे तो लातूर के हालात अच्छी तरह से जानते हैं । वहां कुल चार जिनिंग फॅक्टरीज हैं । वहां वर्कर्स भी काफी हैं और वहां फॅक्टरी अॅक्ट भी लागू है । वहां के जो मालिक लोग हैं अुन्होंने गांधी फिलासफी को नहीं अपनाया है । वहां के जो मालिक मोती महाराज नाथी हैं अुन्होंने अपने फॅक्टरी में काफी मुनाफा होने के बावजूद भी वहां के मजदूरों को बोनस नहीं दिया है । शाहपुर जिनिंग और तरसिंगेरजी फॅक्टरीज ने भी अपने यहां के मजदूरों को बोनस नहीं दिया है । अितनाही नहीं बल्कि

वे तो चाहे अुस मजदूर को बिला किसी वजह के काम पर से निकाल देने हैं, और जब अिम वारे में लेबर ऑफिसर के पास दरखास्त दी जाती है तो कहा जाता है कि वह तो अुनका मामला है अिमके वारे में हम कुछ नहीं कर सकते । अितनाही नहीं बल्कि वहा के मजदूरनी पर बलात्कार नक किया जाता है लेकिन न तो कुछ सुनवाओ होती है और न अिस ओर कुछ ध्यान भी दिया जाना है । वहां अेक गण्डीय गिरणी संघ भी है यह भी आप जानते हैं । अुसे कौन चलाते हैं वह भी आपको मालूम है । वहा भी चंद अैसे लोग हैं जो मजदूरों को निकाल देते हैं । गोविंदा नामके अेक मजदूरको अिसलिये निकाला गया कि अुसने बाकी के मजदूरों को संघटित करने का प्रयत्न किया । अिमके वारे में जब लेबर ऑफिसर के पास दरखास्त दी गयी तब अुन्होंने कहा कि अिमको लेना चाहिये, और दरखास्त पर लिख भी दिया । लेकिन फिर भी मालिक अुसको नहीं लेता है, और ऑफिसर का कुछ नहीं सुनता है । कभी कभी यदि लेबर अिन्स्पेक्टर के पास दरखास्त ले जाते हैं तो वह कहता है कि लेबर ऑफिसर के पास जावो । लेबर ऑफिसर के पास ले जाते हैं तो वह कहता है कि अदाअत में जावो । लेकिन अितना होने पर भी वे मिल मालिक को कुछ नहीं कर सकते । वहां अुनकी वेवसी होती है । लेबर आफिसर्स लेबरर्स की हेलप के लिये रक्वे जाने हैं लेकिन अुनसे वो काम नहीं होता है । तो फिर अुनको लेबर ऑफिसर कहने के बजाय अिडस्ट्रांज का ऑफिसर ही क्यों न कहा जाय ? क्योंकि अुनसे तो लेबरर्स को कुछ फायदा नहीं होत है । फिर यह लेबर ऑफिसर मिल मालिकों के अड्डे में ही अुठा बैठ करतें हैं अिसलिये मिल मालिक अुनको कुछ नहीं मानते हैं ।

शाहपूर मिल्स में हैलर नामका अेक अिजिनियर था । अुसे भी वोनस नहीं दिया गया । अुसी तरह वहा पुंडलिक अेंजिन चलानेवाला था । वह युनियन के कार्यकर्ताओं के साथ अुठता बैठता है, अिसलिये अुसे कामसे निकाल दिया गया, और कहा गया कि तू मजदूरों को संघटित करता है ।

अब मुझे लातूर की जो फॅक्टरी है अुसके मालिक के वारेमें दूसरी अेक चीज कत्रनी है । बीड और अुस्मानाबाद आदि जिलों से जो लोग लातूर आये हैं वे सब कहन के अिलाके में, दुष्काळ के भाग से, आये थे । अुनको कहीं कहीं काम चाहिये था । करोब करोब चार हजार लोग वहांसे लातूर आये थे । अिसाबात का वहां के मालिक ने नाजायज फायदा अुठाकर ये जो कहत के अिलाके से लोग आये थे अुनको कम मजदूरों पर अपने फॅक्टरी में काम पर रख लिया और वहां के जो पुराने मजदूर थे अुन्हे कामपर से निकाल दिया । अिसके वारेमें भी लेबर ऑफिसर के पास दरखास्त की गयी तो अुसने कहा कि यह तो अुनका मामला है, आप और मिलमालिक जानें । मैं अिसमें कुछ नहीं कर सकता हूं । जो मुकदमांत कोर्ट में चलते हैं अुनके मुतालुक यह कहना है कि जैसे कि अेक ऑनरेबल मेंबर ने भी कहा कि जो फुल्ला कोर्ट की तरफ से होता है अुसे भी मिल मालिक नहीं मानते हैं अिसके लिये क्या किया जाय ? यं तो शेर और हिरन की अेक जगह बांधे जैसा होता है । दोनों के अिडरेस्ट्स अलग अलग होते हैं । कभी घांस को नही छुयेगा और हिरन कभी मांस नहीं खायेगा । अिस तरह दोनों दो प्रकार के होंगे अुसी तरह मालिक और मजदूर ये भी हिरन और शेर की तरह होते हैं । अिन दोनों के अिडरेस्ट अलग अलग होते हैं । ये दोनों अेक साथ कैसे चलसकते हैं ? दोनों अेक बात पर कभी नहीं मिल सकते हैं । अब थोडासा मिक्सड अेकॉनमी (Mixed Economy) के वारे में भी कहना चाहता हूं । हम अपने यहां मिक्सड अेकॉनमी अपनाना चाहते हैं । वो तो ठीक है, मैं अिसको

मुखालिफत नहीं करता। हमारा देश जिराअती है। यहां यही पॉलिसी चल सकती है। अंसा कहा जाता है कि हिंदुस्थान की पॉलिसी मिक्सड अकॉनमी है, जैसे चायना की है। चायना के ओर हमारे हालात मिलते जुलते हैं यह बात सही है। चायना ने भी अपनी पॉलिसी मिक्सड अकॉनमी की रखी है। चायना में किसानों और मजदूरों में काफी जागृति हुई है। वह समझने लगे हैं कि अिससे क्या फायदे हैं। वहां जमीन का मसला कानून के पहले तो आवाम ने ही हल किया है। कानून बनने के पहले ही वहां की अव्वाम ने अिसे मान लिया था। तो अिस तरह के हालात हमारे यहां भी आने चाहिये। तभी हमारे यहां भी मिक्सड अकॉनमी अच्छी तरह चल सकती है।

यहां लेबर ऑफीसर अपना काम अच्छी तरह नहीं करते हैं। उनका लेबरर्स के लिये काओं फायदा नहीं होता है। उनका मजदूरों से ज्यादा मालिकों पर प्रेम होता है। तो जो लेबर वेल्फेअर अॅक्ट (Labour Welfare Act) है उनको अच्छी तरह अमल में लाने के लिये जो ट्रेडयूनियन अॅक्ट (Trade Union Act) अभी है वह बदलना चाहिये। अंसा वेल्फेअर ऑफिसर मजदूरों की राय से अपॉइंट (Appoint) करना चाहिये जो कि मजदूरों के मुख दुःख को समझ सके। मजदूरों की जो ट्रेड यूनियन्स होती हैं अुन्हे वह किसी भी पार्टीकी क्या न हो रेकगनाइज (Recognise) करना चाहिये क्यों सभी ट्रेड यूनियन्स मजदूरों की भयार्थों के लिये रहते हैं। लेकिन गव्हर्नमेंट जो दूसरे पार्टीज की यूनियन्स रहती हैं उनको नष्ट करने की कोशिश करती है। अितनाहि नहीं बल्कि अगर कोअी यूनियन यदि अपना अलग झंडा २६ जनवरी के दिन लगाती है, और कोअी अपना झंडा साथ साथ लगाकर यदि अुत्सव मनाना चाहते हैं तो उनको अिजाजत नहीं दी जाती है। लेकिन आश्चर्य की बात तो यह है कि हमारे हिंदी मंस्कृती में जब कहीं दिंडी निकलती है तो अुसमें अेक भगवा झंडा और अेक तिरंगा झंडा रहता है। अुमके बारे में कोअी अंतराज नहीं अुठाया जायेगा। लेकिन कोअी अगर लाल झंडा २६ जनवरी के दिन तिरंगी झंडेके साथ लगाये तो वह नहीं चलता है। अिस पर से गव्हर्नमेंट की मजदूरों के प्रति भी क्या अॅटिट्यूड (Attitude) है वह स्पष्ट होजाती है। जो कारखानदार काला बाजार करते हैं, जो कारखानदार मजदूरों को बेकार करते हैं, और जो ऑफिसर रूखावत खाते हैं, मैं उनको राष्ट्रद्रोही कहता हूं। वह सरकारके सच्चे दुष्मन हैं। सरकार उनको तो कुछ नहीं कहती लेकिन जब भोले किसान २६ जानेवारी के दिन लाल झंडा लगाते हैं तो उनको राष्ट्रद्रोही कहती है। यह दृष्टीका फरक है। अितना कहकर मैं अपनी तकरीर खतम करता हूं।

శ్రీ పెండె వాసుదేవ్ :

అధ్యక్ష మహాశయ,

నేటి పరిశ్రమ, గృహ పరిశ్రమల విషయంలో చేసే పరిశ్రమ చాల ప్రాముఖ్యమైన పరిశ్రమ. ఆ పరిశ్రమవిషయంలో ప్రధుర్వం ఏమైనా చర్య తీసుకొందా, దాని అభివృద్ధికి ఏమైనా సహాయం చేసేదా, అనే విషయం చూస్తే గత సంవత్సరంలో ఏ, యీ సంవత్సరం బడ్జెటులోగాని ప్రధుర్వము యీ పరిశ్రమను అభివృద్ధి చేసేందుకు ఎంత మాత్రము సహాయం చేయకుండా, ఆ పరిశ్రమ పూర్తిగా వాణిజముయ్యేందుకే తోడ్పడింది. పి. డి. యస్ పార్టీవారు, ఇతర పార్టీలవారు ప్రధుర్వమును చేసే పార్టీ కులకు సూలు అందించమని, వారికి ధనసహాయము చేయమని కోరవచ్చును, ప్రధుర్వం దానిపై శ్రద్ధ తీసుకోకుండా ఉంది. చేసే పార్టీ కులను నిరుద్యోగులుగా రియారుచేయడం జరుగుతోంది. గత అసెంబ్లీ సమావేశంలో చేసే పార్టీకామికుల అభివృద్ధికి గాను

ఒక తీర్మానం తీసి పురాయిపెట్టెను. మిల్టన్ ప్రభుత్వం కు సాగు నీరు పంపించుటకు అనుమతిని ఇచ్చింది. అప్పుడు సి. డి. యాన్స్. వారినూతన ఒక సులభ తీసుకుంటుంటే కూడా ప్రభుత్వం ఇంతువరకు ఆ సాగుశ్రామికుల విషయం ఆలోచించుకుంటా—వారి కి నీరు నిర్దిష్ట అర్హతలు తీసుకువచ్చాలో వానిద్వారా వారి దారిద్ర్యమును తగ్గించడానికి ప్రయత్నం చేసినా కూడా లేదు. కరువు కాటకాలలో, దారిద్ర్యములో బాధపడే కార్మికులు ఎల్లప్పుడూ అలాంటి పరిస్థితులు పొందారావారు సులభములో ౧౦ అక్షరలు దీనిని వృత్తికై నీటి పంపు కట్టించుకుంటే నీటి నుంచి వేరేవేరై కార్మికులు నూలు ఇష్టించాలని కోరవచ్చును ప్రభుత్వం నుంచి వేరేవేరై కార్మికులు నూలు మంచి కార్మికులకు పెంపకము చేసింది. ఎంతో సారాటము చేసి గురువేది నుంచి కూడా నూలు సక్కువ చేసింది. ఒక లక్షా ౨౦వేల మంది కార్మికులకు కూడా పుచ్చును ఎత్తిన పరిస్థితులను మాత్రమే మంజూరు చేయడం జరిగింది. వాళ్ళకు సరిపోయే నూలు ఇవ్వబడటం లేదు. కార్మికులు చేతిలో పని లేకుండా ఉన్నది. ప్రభుత్వం యీ సాగుశ్రామికులను గురించి ఏమి అలోచించినా లేదు. వాళ్ళకు చేసినా కూడా పని యివ్వకపోతే వారికి సక్కువ ధరకు నూలు ఇవ్వబడినాకపోతే నిల్లం పోతే సతా సెగ్గలారో, వాళ్ళు ఎత్తా ముందుకు పోతారో తెలియదు. ప్రభుత్వము ఆ సమస్యను పరిష్కరించడానికి ప్రయత్నము చేయలేదు. గత ఏప్రిల్ లో సి. డి. యాన్స్. వారినూతన ఒక సమస్య తీవ్రమై. అందులో గానూ న సంవత్సరములో నూలుధర ౫ సేధాగా ఉండడం గానూ ధరకే చేసిన కార్మికులకు నూలును అందజేయబడాలని కోరబడింది. ప్రభుత్వం దానిని గురించి ఏమూత్రం విచారణ చేయలేదు. అంతా కేంద్రప్రభుత్వం చేతుల్లో ఉంది; ఏ చేతుల్లో తనని చెబుతోంది.

మద్రాసు రాష్ట్రములో చేసేత కార్మికులకు, ప్రతి కార్మికునికి ౫౦ ... పన్ను ... చేసే, తయారైన బట్టను ప్రభుత్వము తాము ఏర్పడిన అధికారముతో అమ్మివేసి రాష్ట్రముల ద్వారా జరుగుతోంది. ... యిక్కడ కూడా పెన్షన్లని చేసేత కార్మికులు, వారి సభ్యుల ద్వారా ప్రభుత్వాన్ని కోరవచ్చును. కాని చివట్టును ఏ కమిషనును చేయవలెకాదు. ... గుల్బర్గా జిల్లా నుంచి చేసేత కార్మికులు చచ్చి చనిపోయి చేరవచ్చు. ... కూడా ఇచ్చింది. కాని ప్రభుత్వం నుండి రుసుమును చెల్లించి ... పరిశ్రమలలో తయారయ్యే నూలును చేసేత కార్మికులకు అందించుచును. ... కుండా, డాలర్ దేశాలనుంచి తెప్పించే నూలు వాళ్ళకు ప్రభుత్వం చేసింది. ... ధర ఉంటుంది. పారిశ్రామిక సంఘాలు చౌక ధరలో నూలు అందించి కోరినవెళ్ళును ప్రభుత్వం దానిపై ఏమాత్రం దృష్టిని పెట్టక డాలర్ దేశాల నుంచి తెప్పించి ఎక్కువధరకు అందించుతోంది. ఇంత ఎక్కువ ధరలో నూలు కాని చేసేత కార్మికుడు మీల్లులో తయారయ్యే బట్టను పోటీలో ఎత్లా నెగ్గుతాడో అర్థము కావడం లేదు. గుల్బర్గా జిల్లాలో చేసేత పారిశ్రామికము ఒకడు తిండి లేక చేయుటకు పనిలేక ఉరిపోసుకొని చని పోయాడు. పారిశ్రామికము అభివృద్ధి చేసేందుకు ప్రభుత్వము చిన్న చిన్న పరిశ్రమలను అందించి ప్రతి పారిశ్రామికానికి కి. ౫౦ రూపాయలు - కనిసము మద్రాసు రాష్ట్రములో యిస్తున్న విధంగా ఇచ్చేందుకు ప్రభుత్వము ప్రయత్నము చేయాలి.

భారత ప్రభుత్వమునుంచి ఒక సూచన బయలుదేరింది. అదే అమలులోనికి వస్తుందే కాదా మిల్లులో తయారయ్యే బట్టపై రూపాయకు రెండు పాయిలు చొప్పున వన్ను వేసి, యీ చొసట పార్శ్వశామీకులకు సహాయము చేసేందుకు ప్రయత్నము చేస్తోంది. ఈ వన్నువల్ల పంపిణీరానికి

ఒక కోట్ల రూపాయలు కేంద్ర సంఘము కట్టుకున్నా చెప్పింది. అది కేంద్ర సంఘము కట్టుకున్నా చెప్పింది. సమాధులు చేసేందుకు ఆ పన్నువల్ల వచ్చే ఆదాయాన్ని ఉపయోగించుకోవడానికి ప్రభుత్వం నిర్ణయించి ఉన్నది. గత సెషన్ లో పి. జి. యాదవ్, వారు తీర్మానం చేశారు. అది కేంద్ర సంఘము కట్టుకున్నా చెప్పింది. నిధాన్ తోడ్పడేందుకు ప్రభుత్వము చెయ్యాలి.

చేసేత పారిత్రామికుల కేంద్ర సంఘము పెట్టడంతోబాటుగా కేంద్ర సంఘము కట్టుకున్నా చెప్పింది. నిధానము ఆలోచించాల్సి ఉంది. ఆ సంఘము తాను అధ్యక్షులు, సభ్యులు, అధికారులు ఒక ప్రశ్న ఉములుపెట్టింది. అలాంటి కార్యక్రమాలలో పాల్గొనడానికి ఉన్న ధనము కేంద్రశాఖలో ఉన్నాయి. కన్నీ రుతులు రూపాయలను ప్రభుత్వము కట్టుకున్నా చెప్పింది. నిధానము ఆ డబ్బు ఎట్లా ఉపయోగించుకోవాలి? పారిత్రామికుల సేవకొరకు ఉన్న ధనము అలాంటిది? అనేది ఆలోచించాల్సి ఉంది. అన్ని రుతులు డబ్బు అధ్యక్షుల కార్యక్రమాలలో ఉన్నాయి. ఆ డబ్బు తేక్కులను బట్టి చూస్తే ఆ సంఘము సేవకొరకు ఉన్న ధనము ఉన్నది. ఆ తేక్కులను పరిశీలించాలి. వాళ్ళు ఖర్చుపెడుతున్న తేక్కులు చెబుతారు. అలాంటివి విచారించేందుకు ప్రయత్నించాలి. నేను చెప్పే తేక్కుల్లో అనుమానాలు లేవు; సాధారణంగా ప్రభుత్వము ఆ తేక్కులను విచారించేందుకు, ఆ తేక్కులను పరిశీలించుకు ఉన్న ధనము ఉన్నది. కేంద్రసంఘము ఒక గవర్నర్ రాజ్యంగా తయారైంది. పారిత్రామికుల సేవకొరకు ఉన్న ధనము, వాళ్ళు ఉపయోగించే నూలు ఎట్లా అందరికీ పంచాలో, ఆ విషయాలన్నీ మరచిపోయి అది ఒక గవర్నర్ రాజ్యంగా తయారైంది. కేంద్రశాఖకు అధ్యక్షులుగా ఉన్నది కేంద్రాలిన్ గారు. వారు దానికి మార్గంగా నిరంకుశులుగా తయారయి, అలాంటి డబ్బు పారిత్రామికులకు ఉపయోగ పడకుండా అవసరంగా ఖర్చు పెడుతున్నారు. అనవసరంగా ౬౦ పేల రూపాయలు పెట్టి బిల్డింగ్ కట్టారు. ఇప్పుడు ఇది అనవసరము. ఆ డబ్బు ఉంటే, కార్మికులకు ఎందుకైనా ఉపయోగ పడేది. దావాల ఒక లక్ష రూపాయలు ఖర్చుపెట్టి నాలుగు మోటార్లు కొన్నారు. రెండు కార్లలో అధ్యక్షులు, కార్యదర్శిలు తిరుగుతూఉంటారు. ౪౫ పేలు రూపాయలు పెట్టి డ్రైవ్ లిఫ్టింగర్ ౧౬ సంవత్సరముల క్రితం జరిగిన విషయం వినిపిస్తాను. డాక్టర్ తో ఒక ముఠాశుముడు తాను ఇచ్చే పదేపేల రూపాయల చందాక్రింద ఒక ప్రింటింగ్ ప్రెస్ కొని ఇచ్చాడు. ఆ విషయం అందరికీ తెలుసు. అప్పటినుండి నేటివరకు అది “పద్మశాలి ప్రెస్” అని పిలువబడుతూ ఉండేది. దానిని ఈ చేసేత కేంద్ర సంఘము ౩౦ పేలు రూపాయలకు ఖరీదు చేసినారు. అంటే అదే పద్మశాలి ప్రెస్ “నేత” ప్రెస్ గా మారి సంఘ ఖర్చులలో ౩౦ పేలు తేక్కులు వ్రాపి అధ్యక్షుడు, కార్యదర్శి పి. జి. గూడా, ఉపాధ్యక్షుడు గుంటూరు నర్సయ్యపంతులుగారు పంపిణీ చేసుకున్నారు. ఈ చరిత్ర సంస్థానముందలి పద్మశాలి ప్రెస్ కి చెందవలసివచ్చి తెలుసు. ఈ విధంగా చేసేత కేంద్రసంఘము అధ్యక్ష కార్యదర్శిలు స్వార్థపరులై చేసేత పారిత్రామికుల డబ్బును దీగ్ ప్రయోగపెడుతున్నారు.

Shri M. S. Rajalingam : (Warangal) Mr. Speaker, Sir he is making certain insinuation against an hon. Member of this House and they should not be allowed;

శ్రీ పెండె వాసుదేవ్:— ఈ విధంగా బ్రలసాత్తు కజేస్తున్నారు. ఈ విషయాల బాగా ఆలోచించి ఆ తేక్కులను పునర్వీచారణ చేయించ వలసినదాగా కోరుతున్నాను.

Shri M. S. Rajalingam : Mr. Speaker, Sir, The hon. Member is making direct charges.

• مسٹر ڈپٹی اسپیکر - الزامات نہ لگائے۔

شری پنڈم واسدیو - یہ حقیقت میں عزام کا بیسہ ہے۔ اسے کس طرح صرف کیا جا رہا ہے میں بتلا رہا ہوں۔

شری وائٹک راؤ ودیاالنکار - آپ تو بہت اچھی اردو بول سکتے ہیں تقریر بھی اردو ہی میں کیجئے۔

شری پنڈم واسدیو - حسابات اردو میں پڑھ دیتا ہوں۔ صدر صاحب کے پرسنل سکریٹری کے لئے سالانہ ۲۰۰۳ روپیہ صدر صاحب کے ٹور اکسنس کے لئے دیڑھ سو گیلن پٹرول اور اخراجات کے لئے اس حساب سے ہر سال ۵۸۵۰ روپیہ حالانکہ ہمارے پاس منسٹرس کو صرف ۱۰۰ گیلن پٹرول ہر ماہ دیا جاتا ہے۔

سٹر ریپرنگ کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ ۲۲۵۰ روپیہ ہے۔ تین عورتوں کے لئے جن میں سے ایک جھاڑو دینے کے لئے۔ ایک پکانے کے لئے اور ایک انکے بچوں کو نہلانے دھلانے کے لئے ہے ان میں سے ہر ایک پر سالانہ (۳۰۰) روپیے کے حساب سے جملہ (۹۰۰) روپیے خرچ ہوتے ہیں۔

شری ایم۔ نرسنگ راؤ (کلرا کرتی - عام)۔ اسپیکر - کٹ موشن بجٹ پر پیش ہوا ہے اسلئے جو بجٹ کی جا رہی ہے وہ غیر متعلقہ ہے۔ اس معاملہ پر بجٹ کرنا ہو تو الگ موشن لایا جاسکتا ہے۔ اس کا تصفیہ کیا جانا چاہئے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - کسی ممبر کے خلاف نہ کہا جائے۔ اگر گورنمنٹ سے کوئی رقم دیجاتی ہے تو اس آرگنائزیشن کے متعلق کہا جاسکتا ہے۔

شری پنڈم واسدیو - آرگنائزیشن کا ج۔ بجٹ ہوتا ہے۔

(Mr. Speaker in the Chair.)

Shri M. S. Rajalingam : Mr. Speaker Sir, I rise on a point of order. The hon. Member is making insinuation against another Member of this House which said should not be done. We have to seek the protection of the Chair.

شری پنڈم واسدیو - میرا وقت ضائع نہ کیجئے۔

Shri V. D. Deshpande : Mr. Speaker Sir, Mr. Deputy Speaker after having heard the hon. Member previously had

1148 20th March, 1953. General Budget—Demands for Grants given a ruling in the matter, and accordingly Shri Pendam Vasudev is proceeding with his speech.

Shri M. S. Rajalingam : But the ruling was not in this connection.

شری پنڈم واسدیو - گیر پرفیون رکھا گیا ہے اسکی باہت ۲۰۰ روپیہ - ایک ٹائیسٹ رکھا گیا ہے اسکے لئے ۱۳۲۸ روپیہ - ۱۱ طرح صدر صاحب کے لئے (۱۰۸۱۳) روپے سالانہ خرچ نئے جاتے ہیں - اسکے علاوہ صدر صاحب کو گھومنے پھرنے کے لئے جو اخراجات رکھے گئے ہیں وہ ۱۲۰۰۰ روپے ہیں - میں سمجھا ہوں کہ حیدرآباد کے منسٹرس بدکہ چیف منسٹر کے لئے بھی اتنا خرچہ اس بجٹ میں نہیں تھا جو پرسوں ہمارے سامنے پیش ہوا ہے - اسلئے ہاؤز کے ہر آئریبل ممبر کا فرض ہے کہ وہ اس پر دھیان دے - اسکے علاوہ ۱۶۰۰۰ روپیہ کی ایک کار ہے - سکرٹری صاحب کو سالانہ ۶۳۰۰ روپیہ تنخواہ اور ہر ماہ ۱۰۰ گیلن پٹرول کے اخراجات کے علاوہ موٹر رپرنگ کے لئے ۲۲۵۰ روپیہ ڈرائیور کے لئے ۱۱۳۰ روپیہ اور کنبہ کی تنخواہوں وغیرہ کے لئے ۸۱۶ روپیہ اس طرح جملہ اخراجات ۱۷۱۸۱ روپیہ کئے جا رہے ہیں - اسکے علاوہ صدر صاحب اور سکرٹری صاحب نے اپنا نام کرنے اور شہرت پیدا کرنے کے لئے ایک آرگنائزنگ سکشن قائم کیا ہے - یہ آرگنائزرس کیا ہیں کون ہیں - کیا کرتے ہیں معلوم نہیں ؟ لیکن ان میں ایک چیف آرگنائزر ہے جسکو سالانہ (۲۳۸۳) روپیہ ۷ جو نیو آرگنائزرس ہیں جنکو سالانہ (۹۹۷۶) روپیہ اور ۲۰ لوکل آرگنائزرس ہیں جنکو سالانہ (۲۳۵۲۰) روپیہ دئے جاتے ہیں انکے ٹورا کمینس کے لئے (۱۸۰۰۰) روپیہ اس طرح ان پر جملہ خرچ (۵۳۹۸۰) روپے سالانہ ہوتا ہے اسکے علاوہ وہاں بہت سا اسٹاف ہے جن کا سالانہ تقریباً (۲۵۰۰۰) روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے جو غیر ضروری ہے صدر صاحب پورے اپنے حکمبرداروں کو جمع کر بیٹھے ہیں اور انکو یہ تنخواہیں دی جاتی ہیں -

		Rs.
General Manager	..	4,800
Joint Cashier	..	2,064
Supply Officer	..	2,484
Office Superintendent	..	2,484
Organisation in Chief	..	24,84

اسے بہت سے لوگ ہیں جو غیر ضروری ہیں - ان تمام غیر ضروری لوگوں پر سالانہ (۲۵۰۰۰) روپیہ سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے -

اب میں حیدرآباد اسٹیٹ کے ٹیکسٹائل کمشنرس آفس (Textile Commis-

sioner's Office) میں جو خرچہ ہوتا ہے اور حیدرآباد ٹیکسٹائل کمیشنریس

اسوسی ایشن (All Hyderabad Weavers Assosiation) کے سیکرٹری آفس میں جو خرچہ کیا جاتا ہے انکو بہ طور سال یہاں رکھنا چاہتا ہوں ۔

حیدرآباد ویورس اسوسی ایشن کے سیکرٹری آفس کے اسٹابلائمنٹ (Establishment) پر (۱۹۲۸۶۲) روپے خرچ ہوئے ہیں اور ٹیکسٹائل کمسنر کے آفس کے لئے (۷۴,۷۰۰) کا خرچہ ہونا ہے ۔ ٹیکسٹائل کمسنر آفس کے لئے ٹراولنگ الونس کا خرچہ ہے (۶۳۴۰) روپہ ۔ لیکن ویورس اسوسی ایشن میں اس کے لئے (۳۵) ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں ۔ اسی طرح گھر کے کرایہ وغیرہ کے لئے ٹیکسٹائل آفس کے لئے (۵۰۱۰) روپے اور ویورس اسوسی ایشن کے لئے (۱۵) ہزار روپے ۔ پرنٹنگ چارج کے لئے ٹیکسٹائل آفس میں (۱۰۳۰) روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن یہاں (۱۸) ہزار روپیہ خرچ کئے جاتے ہیں (کیا کیا چیزیں پرنٹ کی جاتی ہیں نہیں معلوم) پوسٹیج (Postage) کا خرچہ ٹیکسٹائل آفس میں (۱۴۶۰) روپیہ کا ہوتا ہے ۔ یہاں (۳۶۰۰) روپے ہوتے ہیں ۔ ٹیلیفون کے لئے وہاں (۶۲۰) روپے ہیں یہاں (۳) ہزار روپے ہیں ۔ اس طرح سے ہمارے عوام کا پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ اب یہاں سے میں تلگو میں بولتا ہوں ۔

ಈ ವಿಧంగా ನೆನು ತಕ್ಕಲು ವಿಸಿವించಿಟ್ಟುಗ್ಗ ಪ್ರಜಲ ಸಾತ್ತು ನಾಶನಮಯ್ಯ ಪರಿಸ್ಥಿತಿಗೆ ವచ్చಿದೆ. ಈ ವಿಧంగా ತಪ್ಪడు ವ್ಯವಹಾರాలు ಜರುగుటవలన ప్రజలలో సహకార సంఘాలు పెట్టుకునేందుకు ఉత్సాహము లేకపోయింది. ఈ సహకార సంఘాలు పెనుధూతంతా ప్రజలకు కనబడుతున్నాయి. కేంద్ర సహకార సంఘం ప్రజల డబ్బును ఆ కార్యదర్శి అధ్యక్షులు జేసి అనవసర ఖర్చులకు ఉపయోగిస్తున్నారు. ఈ విషయమై ప్రభుత్వం వాళ్ళపై తీవ్ర చర్య తీసుకొని దాని విచారణకు ఒక కమిషన్ ఏర్పాటు చేయాలని కోరుతున్నాను. పి. డి. యస్. వారిచే సూచించబడ్డ సూచనలు అమలులో పెట్టి చేనేరవారి కష్టాలను తొలగించాలని కోరుతున్నాను.

شری وی۔ڈی۔ دشیپانڈے۔ مسٹر اسپیکر۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آئریبل فینانس منسٹر نے اپنی تقریر میں کہا کہ

“ What is wrong with mixed economy ?

یعنی مخلوط معیشت میں کیا ہرج ہے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میکسڈ اکاٹمی (Mixed Economy) میں کوئی ہرج تو نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ

“ What is at the helm of affairs.

میکسڈ اکاٹمی کی چوٹی کس کے ہاتھ میں ہے ؟ کون اس کو چلاتا ہے ؟ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ روس اور چین میں کس طرح کام ہو رہا ہے اس کے بارے میں آئریبل فینانس منسٹر مطالعہ کر رہے ہیں ۔ یہ دنیا کے اندر پہلے ورکنگ کلاس اسٹیشن ہیں جہاں جمہوری اور عوام کی حکومت قائم ہوئی ہے ۔ اسے ہماری حکومت محسوس کر رہی ہے اور وہاں کے کاموں کا مطالعہ کر رہی ہے ۔ میں اس پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں ۔ لیکن یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر اس سلسلہ میں مطالعہ کرنا ہی ہے تو ٹھیک طور پر کیا جائے ۔ لیکن ۲۲ مئی ۱۹۵۳ء میں جو نیو اکنامک پالیسی (New Economic Policy) روس

کے اندر لائی اوس میں یہ بتایا گیا تھا کہ کونسی چیزیں کس طرح لائی جاسکتی ہیں۔ اگر انریبل فنانس منسٹر اور انریبل منسٹر فار کالس - انڈسٹریز اینڈ لیبر بھی اس کا مطالعہ کریں اور اوسکو ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ وہاں پہلے تو زمینداری کو پوری طرح ختم کر دیا گیا۔ لوکل مارکٹ جو سکڑا ہوا تھا اوس کو پھیلادیا گیا اور کھلا کر دیا گیا تاکہ وہاں کے عوام زیادہ پیسہ حاصل کر سکیں اور اپنی ضروریات کی تکمیل کرنے کیلئے جیب میں پیسہ رکھ سکیں۔ اسکی وجہ سے قوت خرید بڑھتی ہے اور سرمایہ کا اچھا استعمال بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بنیادی چیز کو یہاں راج کرنے کے بارے میں ہماری حکومت کو ہچکچاہٹ ہو رہی ہے۔ اگر ہم ہمارے ٹینسی ایکٹ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ یہاں براسپرس بیزنری (Prosperous Peasantry) پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم لوکل مارکٹس تیار نہ کریں۔ جب تک ہم ایسا نہیں کریں گے مکسڈ اکائی کا بیانیہ سے نہیں چل سکتی۔

ہمارے یہاں کے ایکسپورٹ اور ایمپورٹ ٹریڈ (Export and Import Trade) کی یہ حالت ہے کہ آج اگر کوریا میں جنگ مدم پڑ جاتی ہے تو امریکہ ہماری چیزیں خریدنا چھوڑ دینا ہے اور اون کی قیمتیں گر جاتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سٹر کا بجٹ اور ہمارا بجٹ کم ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں فارین ٹریڈ (Foreign Trade) پر کنٹرول (Control) نہیں ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ انڈسٹریز (Industries) کو حکومت نے اپنے قبضہ میں نہیں لیا ہے۔ یہ تین اہم چیزیں ہیں جن کی تکمیل کے بغیر مکسڈ اکائی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مجھے تو یہی الفاظ دہرانے پڑتے ہیں کہ بڑے بڑے زمینداروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھ میں ہماری چوٹی رکھی گئی ہے اور اسٹوٹ کیپٹلزم (State Capitalism) کا طریقہ یہاں لایا جا رہا ہے۔ مجھے آج حکومت پر یہ نکتہ چینی کرنی ہے کہ مکسڈ اکائی کی باتیں تو کہی جاتی ہیں لیکن بنیادی چیزوں کو سامنے نہیں رکھا جاتا۔ کامریڈ ماؤ نے کہا تھا کہ روس اور چین میں اتنا پیریڈ (Period) نہیں رکھا گیا بلکہ (۱۰) سال تک مکسڈ اکائی کو چلانے کا طریقہ رکھا گیا۔ وہاں بنیادی باتیں کی گئی تھیں۔ اول تو یہ کہ لوکل مارکٹ بڑھایا گیا۔ دوسرے یہ کہ بڑی بڑی انڈسٹریز کو اپنے قبضہ میں لیا گیا اور تیسرے یہ کہ فارین ٹریڈ (Foreign Trade) کو اپنے قبضہ میں رکھا گیا۔ ہندوستان کے اندر بھی کمیونسٹ پارٹی اور پی۔ ڈی۔ ایف پارٹی بھی چاہتی ہے کہ مکسڈ اکائی رہے لیکن یہ سوال بھی ہمارے سامنے ہے کہ سرمایہ داری کو پوری طرح ختم کیا جائے۔ ہم اس طرح کی مکسڈ اکائی چاہتے ہیں۔ لیکن حکومت ایسی باتوں پر عمل کرنے سے گریز کرتی ہے اور پھر مکسڈ اکائی کی باتیں کہی جاتی ہیں۔ مجھے تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ

There is every thing wrong in mixed economy.

آپ تو ہماری چوٹی کو سرمایہ داروں اور زمینداروں کے ہاتھ میں دینے والے ہیں۔ آپ تو بجٹ میں جاگیرداروں اور نظام کے لئے کروڑوں کا معاوضہ رکھتے ہیں۔ کامریڈ لینن نے جو بالیسی اختیار کی تھی ہم تو اسکے پیرو ہیں لیکن آپ جو کاندھی جی کے پیرو ہیں

کیوں اون کے کہنے پر عمل نہیں کرتے؟ کیوں نہیں آب نظام کے پاس ایک برومیشن (Procession) لیجا کر کہتے کہ آج ملک میں ہزاروں لاکھوں آدمی مصیبت میں ہیں۔ ملک کے اندر پروزگاری پھیلی ہوئی ہے اب اس سال (۵۰) لاکھ روپیہ نہ لیں؟ آئندہ سال کے لئے بھی مرکز سے اپیل کر کے اس رقم کو بند کرا سکتے ہیں۔ لیکن اب یہ نہیں کرتے۔ بلکہ جاگیرداروں کے لئے بونے دو کروڑ کا معاوضہ اپنے بجٹ میں رکھتے ہیں۔ جب تک اب ان چیزوں پر غور نہیں کرینگے مکسڈ اکائی کسی طرح عمل میں نہیں آسکتی۔

بولیس ایکسن کے بعد یہاں کی صنعتوں کو جو بڑے بڑے سرمایہ دار چلا رہے تھے اور مافع کمارھے تھے اس کی جانچ کے لئے حکومت نے دو تین آدمیوں کی کمیٹی بنائی تھی جس میں دو تین آدمی دیپن راج - دانڈے کر و غیرہ تھے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ تو پیش کر دی لیکن اس کو چھانسنے کی ہمت اب کو نہیں ہوئی۔ مجھے حکومت سے یہ کہنا ہے کہ یہ صنعتیں پہلے کس طرح چلائی گئیں۔ کیسے کاروبار رہے اور کیسے منافع حاصل کیا گیا یہ سب باتیں ایوان کے سامنے لانا چاہیئے۔ جب کہیں اس کی پیش کرنے کے لئے کہا گیا تو حکومت نے یہ جراب دیا کہ یہ کا نفرین شیل (Confidential) اور انتظامی معاملہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نہ کوئی کا نفرین شیل معاملہ ہے اور نہ کوئی انتظامی معاملہ بلکہ لاکھوں روپیہ کا فائدہ خانگی طور پر حاصل درایا گیا۔ اس لئے اس کو پیش نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس کو ایوان کے سامنے لانا حکومت کا فرض ہے۔ دس کروڑ سرمایہ انڈسٹریل ڈسٹ فنڈ کی جانب سے آٹھ دس کمپنیوں میں لگایا گیا۔

آلویں میٹل ورکس میں.....

Mr. Speaker: The Member should speak on the Cut Motion.

Shri V. D. Deshpande: Yes, I am coming to that.

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آلویں میٹل ورکس میں لاکھوں روپیہ کا سرمایہ لگایا گیا۔ مگر اس سرمایہ سے ایسی چیزیں خریدی گئیں جن سے اب تک کام نہیں لیا گیا۔ اس کو لاکڈ اپ کپٹل (Locked up Capital) بنادیا گیا تین سال سے اس کہنی میں کچھ کام نہیں ہوا۔ اس کے لئے کس کو سزا دی گئی اسی طرح ہرن گن فیکٹری کے لئے لاکھوں روپیہ دیکر زمین خریدی گئی۔ ماہرین نے اس کے متعلق کہا کہ اس زمین کو تھوڑی رقم دیکر خریدنا جاسکتا ہے لیکن اس کے متعلق کوئی اسٹپس (Steps) نہیں لئے گئے۔ ایک طرف تو مکسڈ اکائی کی باتیں کہیں جاتی ہیں اور دوسری طرف سرمایہ داروں کو ہناہ دیا جاتا ہے۔ ہم سے یہ کہا گیا کہ کانڈلی بھون کے لئے انہوں نے ۱۰ لاکھ روپیہ دیا تھا اس واسطے اون کی شرط منظور کی گئی۔ ممکن ہے میرا کہنا غلط ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دال میں کالا ضرور ہے۔ اسی طرح تاج گلاس ورکس کے لئے جو شیٹ گلاس کی مشینری مشکواتی گئی تھی وہ ویسے

ہی بڑی ہوتی ہے۔ وہاں کی آدمی عبارت کھنڈر کی طرح کھڑی ہے۔ جو مشنری منگوائی کئی وہ وسیعی ہی بڑی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس سرمایہ نہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب حکومت کے پاس سرمایہ نہیں تھا تو اس مشنری کو کیوں منگوایا گیا۔ ؟ عوام انسانوں اور مزدوروں کا وہ پیسہ جو ٹیکس سے جمع کیا گیا کیز اس طرح تباہ کیا گیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سوری پوری تحقیقات ہونی لازمی ہے کہ وہاں کا پیسہ کس طرح استعمال کیا گیا۔ اب نارابور والا وہاں کے مینیجر ہو کر آئے ہیں۔ نظام کا (۲ =) لاٹو روپیہ وہاں لٹا گیا لیکن وہ روپیہ بھی من مائے خرچ کیا جا رہا ہے مسٹر ایرانی جو پہلے یہاں تھے اور جن کے متعلق کہاجاتا تھا کہ انہوں نے وہاں کچھ گڑبڑ کی تھی اور بمبئی کی ”اسٹیل ایج“ کمپنی کو اپنے قبضہ میں لیا تھا اب پھر بلا کر ڈانرز (Adviser) بنایا گیا ہے مال کی ڈمپنگ (Dumping) کی جارہی ہے۔

Mr. Speaker: The member should confine to his cut motion.

Shri V. D. Deshpande: I am speaking only on the cut motion.

Mr. Speaker: There is no cut motion regarding Allwyn.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میرا کٹ موشن چونکہ انڈسٹریل پالیسی کے بارے میں ہے۔ اس وجہ سے میں یہ چیزیں ہاؤز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آؤین میٹل ورکس میں اس طرح عمل کیا جا رہا ہے۔ بمبئی کے انڈر جو اسٹیل ایج کمپنی ہے اس کو اینڈکس کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے اور مال وہاں ڈمپ (Dump) کیا جا رہا ہے۔ نظام سے بھی جو روپیہ ملا تھا وہ ختم کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ مزدوروں نے اس کے خلاف آئی۔ ٹی یف میں درخواست بھی دی تھی لیکن کچھ روک تھام نہیں ہوئی۔ اس انڈسٹری کو اپنے خانگی منافع کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہاؤز کے ممبرس کی ایک تحقیقاتی کمیٹی بنائی جائے جو اس معاملہ کی جانچ کرے کہ آئی۔ ٹی۔ یف کو جو پیسہ دیا گیا اس کو کس طرح استعمال کیا گیا۔

دیگر انڈسٹریز کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ سرپور پیپر ملز پرائیویٹ کنسرن (Profitable concern) تھا جس میں تقریباً ۶ لاکھ کا فائدہ ہورہا تھا۔ اگر اس میں چالیس پچاس لاکھ کا اور سرمایہ لگایا جاتا تو مزید (۱۸) لاکھ روپیہ کے فائدہ کا امکان تھا۔ اس وقت ہم کو انڈسٹریز سے (۳) پرسنٹ کی آمدنی ہوتی ہے لیکن میسور میں (۸) پرسنٹ اور بمبئی میں (۶) پرسنٹ آمدنی انڈسٹریز سے ہوتی ہے۔ چین کی مثال اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم ہے جہاں زیادہ تر آمدنی پبلک سیکٹر (Public Sector) سے وصول ہوتی ہے۔ اس وجہ سے میں حکومت سے اپیل کروں گا کہ انڈسٹریز کے متعلق حکومت کی جو پالیسی ہے اسے درست کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکو عوام سامنے میں ڈھالنا چاہئے تب ہی مسئلہ اکائی کلیات ہو سکتی ہے۔

میرا ایک اور کٹ موشن مرعٹواڑہ کے ٹیکسٹائل (Textile situation) سچویشن کے بارے میں ہے جس کے سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ہندوستان اور دوسرے اسٹیٹس کے مقابلہ میں یہ ان نیچرل اسٹیٹ (Un-natural State) ہے اسکی وجہ سے ہماری انڈسٹریز کا معیار گر رہا ہے۔ مرعٹواڑہ میں اگر چیکہ کپاس کی کافی پیداوار ہوتی ہے لیکن وہ علاقہ چونکہ مہاراشٹرا کے تحت نہیں اور نہ وہاں زیادہ سرمایہ لگا یا جاسکتا ہے اس لئے وہاں کی کپاس باہر چلی جاتی ہے۔ وہاں صرف دو تین ٹیکسٹائل ماز چل رہی ہیں جو ناکافی ہیں۔ اس لئے مرعٹواڑہ میں ٹیکسٹائل انڈسٹریز کو بڑھانے کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ وہاں اتنی کپاس پیدا ہوتی ہے کہ دو تین (۴۴) ملین چل سکتی ہیں۔

لیبر ڈارمنٹ کے بارے میں مختصراً عرض کرونگا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس سنسٹری میں وہ سنسٹر صاحب نہیں ہیں جنہوں نے ہم سے کئی وعدے کئے تھے کہ ایک سال کے اندر میں یہ کردونگا اور وہ کردونگا۔ نانڈیڈ میں انہوں نے اعلان کیا تھا کہ وہاں کی یونین کو ریگنائز (Recognise) کیا جائیگا وہاں سکرٹ بیلٹ (Secret ballot) لیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں لیبر کمشنر نے اعلان کیا کہ ۱۲-تاریخ کو سکرٹ بیلٹ لیا جائیگا۔ لیکن ۱۱-تاریخ کو آئی۔ این۔ ٹی۔ یو۔ سی والے کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں الیکشن میں نہیں آئے۔ ریکگنیشن (Recognisation) کا سوال ویسے ہی باقی رہتا ہے۔ جب ہم نے اس سلسلے میں ہاؤس کے سامنے ایک ریزولوشن لایا تو کہا گیا کہ ایسی بات نہیں ہے ہم سیکریٹ بیلٹ کے اصول کو ماننے کیلئے تیار ہیں لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جب ہمنے ڈیرنس الونس (Allowance) کا سوال اٹھایا تو کہا گیا کہ ایک سب کمیٹی قائم کیجیگی لیکن ایک سال گزر گیا اب تک بچہ بھی نہیں ہوا۔ جب ہم نے سمنگٹی بھتہ جوڑنے اور بونس دینے کیلئے سوال کیا تو بمبئی کی طرح دیا گیا۔ لیکن بمبئی میں گرائی کا نیوٹرلائزیشن (Neutralisation) ۸۰-۹۰ فیصد ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں ریزولوشن لانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن کہا گیا کہ ہم یہ چیز کرنے والے ہیں اس کے لئے کسی ان ایکٹمنٹ (Enactment) کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہماری اس زمانے کی مانگیں اب تک پوری نہیں ہوئی ہیں۔ جب تک وہ پوری نہیں ہوں گے یہ قطعاً نہیں سمجھ سکتے کہ لیبر ڈارمنٹ مزدوروں کی بھلائی کیلئے کام کرتا ہے۔

مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ شاہس اینڈ اسٹابلیشمنٹ ایکٹ (Shops and Establishment Act) پر بہت ہی بری طرح عمل ہو رہا ہے۔ خاصکر ہوٹلوں میں بچوں سے (۱۸) گھنٹے کام کیا جاتا ہے۔ اس ایکٹ کو عمل میں لانے میں حکومت بری طرح ناکام رہی ہے۔ اگر کوئی کارکن اس سلسلے میں کوشش کرتا ہے تو اس کو فوراً ہر خاست کر دیا جاتا ہے اور اس کے لئے اس کے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ اپیل کرے ہم نے پچھلے سشن میں یہ مانگ کی تھی کہ اگر کوئی مزدور ریزن اپیل کرونگا (Reasonable Grounds) کے بغیر نکال دیا جائے تو اس کے لئے

ایڈل ڈسٹریکشن ہاؤس۔ لیکن یہ نہیں رکھا گیا اس سے سٹاپس اینڈ اسٹابلمنٹ ایکٹ کا مقصد فرب ہو جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کو ڈیلی وجز (Daily Wages) پر رکھا جاتا ہے۔ اس طرح کے قیود کو ختم کرنے میں سٹاپس اینڈ اسٹابلمنٹ ایکٹ عملاً ناکام ثابت ہو چکا ہے۔ اس ایکٹ کو صحیح طور پر عمل میں لانے کے بارے میں سوچنا چاہیئے اس کے بغیر بہت سے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

میں نے ایک سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ (Stationery and Printing) کے بارے میں بھی دبا ہے اس کی نسبت پچھلے سال رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ وہاں کام بہت زیادہ ہے۔ ہر سکاھ کہ وہاں دو شفٹ چلائی جاتی ہیں۔ میں ایوان کا ایک ممبر ہونے کے ناطے یہ دیکھا ہوں کہ ایوان کے ایک سٹن کی رپورٹ ہمیں دوسرے سٹن میں ملتی ہے۔ دوسرے تیسرے سٹن کی رپورٹس تو ملی بھی نہیں نہ معلوم وہ کب ملیں گی۔ اس طرح آج وہاں کی ایسی آفیشنیسی (Efficiency) ہے۔ ایوان کے ذمہ دار ممبر ہونے کے ناطے ہمیں ایوان کی پروسیدنگس وقت پر ملنی چاہئیں تاکہ ہم ان کی روشنی میں کام کر سکیں۔ میں آئریبل فنانس منسٹر سے اپیل کروں گا کہ اگر لیجسلیچر کے پروسیدنگس کی پرنٹنگ پریس کی ضرورت ہو تو اس کے لئے لاکھ دو لاکھ روپے دئے جائیں تاکہ ہم کو وقت پر پروسیدنگس ملیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میزان پریس یا اعظم اسٹیم پریس خالی ہیں۔ انہیں لیجسلیچر کے لئے خرید لیا جاسکتا ہے۔ میں نے اپنا کٹ موشن خصوصاً اس غرض سے پیش کیا ہے تاکہ ہاری رپورٹس وقت پر پرنٹ ہونے کا انتظام ہو۔

لیبر ڈپارٹمنٹ سے مجھے ایک اور شکایت ہے جسکو میں نے اس سے پہلے بھی ہاؤس کے سامنے لایا ہے۔ اس کی سب کمیشنر مہینوں کام کرتی ہیں لیکن وقت پر کام نہیں تکمیل پاتا۔ میں نے اس سلسلہ میں ایک کٹ موشن پیش کیا ہے۔ آج زرعی مزدوروں کی ضرورتوں کا سوال انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے لئے ایک سب کمیٹی فارمنیم وجز فار

ایگریکلچرل لیبر (Sub-Committee for Minimum Wages for Agri-cultural Labour) قائم ہوئی ہے جس کی ممبر کا مرید کملا دیوی بھی ہیں۔ حال میں انہیں کچھ میٹیریل ملا ہے۔ کئی مہینے ہونے کے باوجود اس کمیٹی کی جانب سے کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ میں لیبر ڈپارٹمنٹ سے اپیل کروں گا کہ اس کی جو سب کمیٹی کام کر رہی ہیں ان سے جلد کام تکمیل کروائے۔

مجھے لیبر ڈپارٹمنٹ سے ایک اور شکایت یہ ہے کہ اسکی الگ الگ کمیٹیوں میں لیبر آرگنائزیشنس (Organisations) کو صحیح نمائندگی نہیں ملتی۔ لیبر ڈپارٹمنٹ کو آئی۔ بی۔ یو۔ سی۔ ہی کی قانید نہیں کرنا چاہئے بلکہ ملک میں جو دو تین آرگنائزیشنس ہیں انہیں بھی برابر نمائندگی ملنی چاہئے تاکہ وہ آرگنائزیشنس بھی اپنے اپنے خیالات پیش کر سکیں اور لیبر کی صحیح نمائندگی ہو سکے۔

ٹیکسٹائل مل ورکرز یونین (Textile Mill Workers Union) کے صدر ہونے کے ناطے بھی مجھے یہ کہنا ہے کہ ٹیکسٹائل ملز کو اسٹینڈرڈ سے کام کرنے کیلئے

حال ہی میں جو کمبٹیاں بٹائی گئی ہیں ان میں عتبان شادی ساز ، اعظم جاہی ملز اور گلبرگہ ملز کے ورکرس نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ ایک ہی گروپ کے لوگوں کو اس میں لیا گیا ہے ۔ جس سے پوری طرح ٹکسٹائل مل ورکرس کی نمائندگی نہیں ہو سکتی ۔ حکومت کو اپنی اس پالیسی کو درست کرنا چاہئے ۔

آخر میں مجھے ری سٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ (Re-settlement Department) کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا ہے ۔ پہلے جو اعداد ہمیں دئے گئے تھے اس میں بتایا گیا تھا کہ سنہ ۱۹۵۱ء میں (۲۰۸۶۶) لوگوں نے اپنے نام رجسٹر کروائے جن میں سے (۱۸۳۸) لوگوں کو نوکری دلائی گئی ۔ اس سال کے جو اعداد حکومت نے دئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (۲۰۷۶۷) لوگوں کو رجسٹر کیا گیا ان میں سے (۳۸۷۹) لوگوں کو نوکری ملی ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۴۰ ہزار لوگوں میں (۳۸۰۰) کے قریب لوگوں کو روزگار دلایا گیا ہے ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بیروزگاری کس حد تک بڑھی ہوئی ہے ۔ آنریبل چیف منسٹر نے فرمایا کہ وہ اکس سروس میں (Ex-Servicemen) کو کام پر لگانا چاہتے ہیں لیکن وہ دوسرے مقام پر جانے کیلئے تیار نہیں ہوتے ۔ حال ہی میں مجھے ایک وفد لیکر چیف منسٹر صاحب کے پاس جانے کا موقع ملا ۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ کہیں بھی جانے کیلئے تیار ہیں انہیں روزگار چاہئے ۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر وہ زمین دینے کیلئے تیار ہیں تو میں ابھی دو چار سو آدمی دینے کیلئے تیار ہوں وہ کام کرنا چاہتے ہیں ۔ روزی چاہتے ہیں ۔ لیکن جب تک ہمارا ری سٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ ٹھیک طور پر اس مسئلہ کو حل نہ کرے گا یہ مشکل بڑھتی جائیگی اور جیسا کہ کامریڈ مخدوم نے کہا اگر بیروزگاری کا مسئلہ اسی طرح بڑھتا جائے تو ایک دن یہ حکومت اس کے اثرات کا مقابلہ نہ کر سکیگی اور ملک کا امن و چین برقرار رہنا مشکل ہو جائیگا ۔ میں حکومت کے سامنے یہ چیز پر زور طریقہ پر رکھ دینا چاہتا ہوں ۔

ایک اور بات مجھے آخر میں کہنی ہے مخلوط معیشت مکسڈ اکائی (Mixed Economy) ہاری بھی پالیسی ہے ۔ ہم اسکی تائید کرتے ہیں لیکن پبلک سیکٹر (Public Sector) کو اس میں اہمیت دینی چاہئے ۔ اور یہ عوام کے زیر نگرانی ہونا چاہئے ایسے پیٹریانٹک (Patriotic) کارخانہ دار جو ملک کی ترقی چاہتے ہیں اور اینگلو امریکن اکائی (Anglo-American Economy) کے خلاف ہوں انہیں لیا جاسکتا ہے ۔ ملک کی صنعتوں کو ترقی دینے اور بیروزگاری کو دور کرنے کیلئے اس طرح ہم مکسڈ اکائی آتی ہے تو ہم اس کو ویلکم (Welcome) کرتے ہیں ۔ کامریڈ لینن نے جس ہمت کی ضرورت بتلائی ہے اگر آنریبل فنانس منسٹر اور آنریبل منسٹر فار لیبر ۔ کامرس اینڈ انڈسٹریز ایسی ہمت بتلانا چاہتے ہیں تو میں بھی پی ۔ ڈی ۔ یف کی جانب سے یہ کہوں گا کہ ہم بھی ویسی ہی ہمت ہر طریقہ سے دکھلانے اور حکومت کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں ۔ یہ ہمارے ملک کیلئے فائدہ مند ہو سکتی ہے ۔ لیکن ایسا نہ کرتے ہوئے جیسا کہ کہا گیا آب و آتش ایک جگہ لانے کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے اس میں غریب عوام پانی کی طرح بھانپ بی جائیں گے ۔ اور ہر ماہ داروں اور زمینداروں کی آگ جلتی رہیگی اور اس آگ سے مقابلہ کرتے کیلئے ہمیں تیار رہنا پڑیگا ۔

Shri M. S. Rajalingam : Just now, we have heard one of the hon. Members making certain allegations, or, in a way, framing a charge-sheet, against another hon. Member on this side of the House. Personally, I feel that, if the facts, that have been placed before the House, are true, they would constitute a sufficient subject-matter for a no-confidence motion to be moved in the organization or must have been a sufficient material to impress upon the Government that financial aid to that particular organization should not be given. But unfortunately, the way in which it has been put, I think, is not proper. I also feel that such things in such a way should not have been brought before this August Assembly. Moreover is not a healthy and proper convention that we should develop in the House.

Next, Sir, coming to the other point I have to deal with, I wish to say that it is time that Government should think of having an effective control over mills—at least in mills wherein it has invested a sufficient capital. I have been feeling that, so far as promotions, recruitment and transfers, etc., in such mills are concerned, there is a lot of injustice done to a worker who, either by conviction or for various other reasons, is not in a position to associate himself with a particular trade union or sometimes not in a position to tune to the managerial tone. He falls a victim and has to face certain hardships. I do not think, Sir, that these things could be checked without an effective control on the part of the Government. I wish that Government, instead of thinking that it should step in only as and when there is a major crisis in mills, should, also in the ordinary routine, think of protecting the rights of individuals who otherwise might succumb to hardships.

I have also, through experience, learnt that as far as the question of seniority and merit goes in each and every mill, there are certain hardships and I have reason to feel that the Labour Department is not in a position to solve all of them. It is not because that the Labour Department has no mind to solve them but, as things stand, they seem to feel that these individual disputes are not to be entertained till they take a shape of collective dispute. That means, that a worker who is not able to organize a collective movement for the redress of his particular grievances, is not in a position to get justice from the hands of the Government, much less from the management. Such being the case, it is high time that Government should think in the direction of effective control over such mills. I think it is the same feeling that

has been expressed on the question of effective control by Members on the other side of the House and I fully agree with them. I do not, however, know whether they fully agree with me so far as the approach to the question is concerned.

There is another reason for which I have been pleading this. I am afraid that generally the managers or the managements have been adjusting to that particular person or those or group of persons who make them feel that they have got the right of might. By 'Right', I do not mean the moral right; I mean 'physical right' or the capacity to strike at the management. To such things, managements are generally yielding. As a result of this, due justice is not forthcoming in individual cases. Taking advantage of these situations, undesirable persons enter the mills in order only to precipitate strikes and further the cause of certain movements which are not of trade unionism. It is also essential that in mills there should be uniformity of grades, uniformity of work in a similar pattern of mills,—say, textiles. This should be brought forth, in the general interests of the employees.

It is only governmental interference specially and at a high level that is going to bring them and if that is not done, I am afraid there will be no help to the right cause and right individual. Hence, I request that effective control of the Government should be there.

I would now like to refer to one more point raised by an hon. Member and that is the charge that the hon. Minister for Commerce and Industries holds the portfolio of labour also, as a result of which justice may not be done to labour. I think, Sir, that this is an experiment worth trying. Of course, it is a conflict of interests and the conception behind the two interest is different. In spite of that due to the fact that the Congress has always stood for the principle of adjudication and arbitration, and has been able to evolve compromise between the private enterprise and the labours, by following the spirit of collective bargaining of the commoner and the worker, I therefore, think that this experiment should be given a fair trial and I think it proves successful.

شری لکشمین کوٹدا (آصف آباد - عام) - مسٹر اسپیکر سر - کانچ انڈسٹریز
(Cottage Industries) کے تعلق سے جو گورنمنٹ کی پالیسی ہے اس میں کافی تبدیلی

کی ضرورت ہے۔ میجر انڈسٹریز کی حد تک جس حد تک مدد کی جاتی ہے اسکے مقابلہ میں کالینج انڈسٹریز کو کافی براویژن (Provision) نہیں دیا جاتا ہے۔ تاوقتیکہ زیادہ امداد نہ کی جائے ترقی نہیں ہو سکتی۔ کالینج انڈسٹریز کیلئے آئی۔ ٹی۔ ایف کی جانب سے زیادہ فنڈ محفوظ نہیں کیا گیا ہے اور نہ دیا جا رہا ہے۔ کالینج انڈسٹریز کا ڈیولپمنٹ موجودہ حالات میں بغیر کوآپریٹیو آرگنائیزیشن کے ناممکن ہے، یہ میں صاف طور پر مانتا ہوں۔ ایسی صورت میں گورنمنٹ کا فرض ہو جاتا ہے کہ کوآپریٹیو آرگنائیزیشن کو آگے بڑھائے۔ اسکو بھی پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے کہ کالینج انڈسٹریز میں حالات سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھانے کیلئے بعض لوگ غلط طور پر پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ آنریبل ممبر گجوبل شریف نے کہا۔ یہ مسئلہ کئی مرتبہ فلور آف دی اسمبلی (Floor of the Assembly) پر آچکا ہے اور میں نے عرض بھی کیا ہے کہ اسکے پیچھے کیا یا ک گراؤنڈ (Background) ہے۔ ویورس کوآپریٹیو سوسائٹی کا لاگ بک (Lague Book) ہے اسکا بجٹ ہے اسکا حساب کتاب ہے۔۔۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ بجٹ تو آپ نے آدھے گھنٹے کے اندر پیش کر لیا۔

شری لکشمین کوٹنڈا۔ غلط ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میں چیلنج کے طور پر کہتا ہوں کہ ایسا ہی کیا گیا ہے۔ کیا آپ میرا چیلنج قبول کریں گے۔

شری لکشمین کوٹنڈا۔ میں نے خود گورنمنٹ کو چیلنج کیا تھا۔ لیکن گورنمنٹ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ کوئی خرابی یا کوئی قصص نکالے۔ گورنمنٹ کے آڈیٹر وہاں آئے تھے۔ خود چیف آڈیٹر صاحب آئے تھے انہوں نے حساب کتاب کی جانچ کی اور رپورٹ مرتب کی۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ حیدر آباد کے کسی آرگنائیزیشن میں کسی جگہ اتنے اچھے حسابات نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ تشفی کی بات اور کیا ہوئی چاہئے۔ جنرل باڈی میٹنگ بھی ہوئی تھی اس میں جنرل بجٹ پیش کیا گیا تھا۔ کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میں گورنمنٹ سے یہ خواہش کروں گا کہ کالینج انڈسٹریز کی ترقی میں جو لوگ رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں اور جو ہرجا رکھا جا رہا ہے اسکو پوری قوت سے کچلنا چاہئے تب ہی کالینج انڈسٹریز ترقی کر سکتی ہیں۔ سنہ ۵۳ء میں جنرل باڈی میٹنگ میں تین کمیونسٹوں کے خلاف۔۔۔

شری لکشمین کوٹنڈا۔ جناب نے چونکہ اجازت دی تھی اسلئے میں خلاصہ کرنا چاہتا تھا۔ اگر اجازت نہیں دیتے ہیں تو میں اسکو چھوڑتا ہوں کالینج انڈسٹریز پر جنکو Faith) نہیں ہے اونکا ہلے قلع قمع کرنا چاہئے تب ہی کالینج انڈسٹریز ترقی کر سکتی ہیں۔ یہی میں گورنمنٹ سے کہوں گا۔ حال میں گورنمنٹ نے کالینج انڈسٹریز کوآپریٹیو سوسائٹی کو جو تین لاکھ روپیہ دیا ہے اسکے لئے میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جھوٹے پروپیگنڈے کے اثر میں نہ آکر حکومت مزید رقم دیگی۔

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मिस्टर स्पीकर सर, आज इंडस्ट्रीज और लेबर डिपार्टमेंट (Industries and Labour Department) के बजट पर जो कुछ बहस हुई वह बहुत ही एज्युकेटिव्ह (Educative) और कंस्ट्रक्टिव्ह (Constructive) हुआ। बहुतसे मंत्रियों ने बहुत कुछ बातें बतलाई हैं। मैं उनके ऊपर अच्छी तरह से गौर करूंगा, और उनपर अच्छी तरह सोचूंगा कि जो अच्छे सजेस्टन्स (Suggestions) किये गये हैं उनको किस तरह अमल में लाया जाय। यहां ऑनरेबल मंत्रियों जो सजेस्टिव्ह डिस्कशन (Suggestive discussion) किया इसके लिये मैं उनका तहे दिल से शुक्रिया आदा करता हूं।

मैं पहले जो छोटे छोटे चीजों के बारे में अंतराजात किये गये हैं उनके बारे में कहना चाहता हूं। उनमें बहोत से अंतराजात की तो वजह यही है कि जिन्होंने अंतराजात किये हैं उन्हें उन चीजों की पूरी जानकारी नहीं है। अगर वह जानकारी होती तो वे लोग अंतराजात न करते। इसलिये मैं पहले इस डिपार्टमेंट की तरफ से जो काम हुये हैं उनके बारे में मालूमात देना चाहता हूं ताकि आगे चलकर गलतफहमी न हो। पहला अंतराज यह किया गया कि तेलंगाना में मजदूरों को बहुत कम मजदूरी दी जाती है। लेकिन इस तरह की बात तो नहीं है। और आजकल तो मजदूर संगठित होगये हैं। मैं नहीं समझता कि किसी को यदि कम मजदूरी दी जाय तो वह उसे चुपचाप लेलेगा। और यदि दूसरी जगहों के अपेक्षा कुछ थोड़ा फरक मजदूरी में होगा भी तो वह वहां के हालात देखते हुये किया गया होगा। महज वो वर्कर्स तेलंगाना के हैं इसलिये उनको कम मजदूरी दी जाती है असा ऑनरेबल स्पीकर का खियाल होगा तो वह गलत है।

मिस्टर स्पीकर :—मेरा तो असा कोबी खियाल नहीं है, और न हो सकता है।

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मेरा कहने का मतलब आपसे नहीं था। जो चुपचाप बैठनेवाले स्पीकर हैं उनके नहीं, बल्कि जो बोलनेवाले स्पीकर हैं उनके बारे में मैंने कहा था। निजाम शुगर फॅक्टरी में मजदूरों को मजदूरी ज्यादा मिलती है इस तरह तेलंगाना में मजदूरों को बहुत ही कम मजदूरी दी जाती है यह आपका खियाल गलत है।

एक अंतराज यह भी किया गया कि आजकल फॅक्टरीज में मजदूरों से ज्यादा काम लिया जाता है, और जिससे भी अनएम्प्लॉयमेंट का मसला बढ़ते जा रहा है। यह कहा गया कि पहले हर मजदूर दो दो सांचे चलाया करता था, आज एक मजदूर को चार चार सांचे चलाने के लिये मजबूर किया जा रहा है। यह बात तो सही है कि आज एक एक मजदूर को चार चार लूम (Looms) चलाने पड़ते हैं, और जिसकी भी आदत करायी जा रही है। अतने दिनों से वे लोग काम करते आये हैं। उनकी कुछ ऐफिसियन्सी (Efficiency) भी तो बढ़नी चाहिये। इसलिये ऐफिसियन्सी बढ़ाने की कोशिश की जा रही है। पहले मजदूर एक ही लूम चला सकता था। धीरे धीरे वह दो और तीन लूम चलाने लगा और अब चार चार लूम चलाने की आदत करायी जा रही है। जिसमें असा कौनसी खराब बात हो रही है। मैंने तो सुना है कि यूरोप में एक एक मजदूर ८-८ सांचे चला सकता है, और सब सांचों पर एकसाथ ऐफिसियंटली काम कर सकता है। यदि वहां का मजदूर ८-८ सांचे चला सकता है तो हमारे यहां का मजदूर चार चार सांचे क्यों नहीं चला सकता? हमें भी बहुत ही ऐफिसियन्सी आनी चाहिये जितनी की दूसरे देशों के मजदूरों में है और उसके लिये ही यह सब कोशिश की जा रही है।

यहाँ की कुछ इंडस्ट्रीज बिला को देने के बारे में भी अंतर्ग्राह किया गया। आज जो इंडस्ट्रीज अन्धे दी जा रही हैं; वह सिर्फ मैनेजमेंट (Management) के लिये दी जा रही है। वो इंडस्ट्रीज घाटे में चल रही थीं। सरकार यह नुकसान बरदाश्त करने के लिये तैयार नहीं थी।

यह भी कहा गया कि हमारी सरकार कॉटेज इंडस्ट्रीज (Cottage Industries) पर बहुत ही कम खर्चा कर रही है। यह बात तो सही है कि जितना खर्चा कॉटेज इंडस्ट्रीज पर सरकार को करना चाहिये अतना खर्चा तो आज सरकार नहीं कर रही है। दूसरे स्टेटो में निम्न प्रकारसे खर्चा किया जाता है। यु. पी. में ७० लाख रुपये, मद्रास ७५ लाख रुपये और बंबई में ७९ लाख रुपये खर्च किये जाते हैं। कॉटेज इंडस्ट्रीज पर खर्च करने के लिये ज्यादा रकम मिलनी चाहिये अमके लिये तो मैं भी कोशिश कर रहा हूँ। लेकिन बजेट में जितनी गुंजाइश होगी अतनी ही रकम खर्च की जा सकेगी। अतसे ज्यादा कैसे खर्च कर सकते हैं? जैसे चादर देखकर पांव पमारना चाहिये, और लोटा देखकर पानी भरना चाहिये, असी तरह बजेट देखकर खर्चा करना पड़ता है। आज हमारी फायनान्सियल स्ट्रिंजेंसी (Financial Stringency) की वजह से हम अतपर ज्यादा खर्चा नहीं कर सकते।

दूसरी अक बात गन्नेकी किमत के बारे में कही गयी। अतके बारे में मेरेपाम अक डेप्युटेशन (Deputation) भी आया था। अत समय मैंने अत लोगों को बतलाया है कि यह सवाल शुगर फॅक्टरी बोर्ड (Sugar Factory Board) की मीटिंग के सामने आया हुआ है, और जब अत बोर्ड की मीटिंग होती तब अतपर गौर किया जायेगा। कितने दाम बढ़ेंगे यह तो अभी नहीं बताया जा सकता, लेकिन गव्हर्नमेंट अत समय जितना प्रेशर (Pressure) लासकती है लायेगी और गन्नेके भाव बढ़वाने की कोशिश करेगी यह मैं आपको विश्वास दिलाता चाहता हूँ।

अक अंतराज यह भी किया गया है कि कोर्ट का फॅसला होने के बाद भी बड़े बड़े मिल मालिकों को प्रॉसिक्यूट (Prosecute) नहीं किया जाता। अतकी वजह यह बतायी गयी है कि आज गव्हर्नमेंट मिलमालिकोंसे दबी पड़ी है, और अतके विरोध में कुछ करने की गव्हर्नमेंट की हिम्मत नहीं है। न मालूम आज गव्हर्नमेंट मिलमालिकों के हाथ में अतसे कैसे पड़ी है। दूसरी तरफ जरा देखिये कि जब मैं सेक्रेटारियेट (Secretariat) में अपने चेंबर में बैठा रहता हूँ तो दूसरे लोग आकर कहते हैं कि गव्हर्नमेंट आजकल अतनी पस्त हिम्मत कैसे होगी है कि लेबरर्स (Labourers) के में कुछ नहीं कर सकती और लेबरर्स जो भी मांग करते हैं, जो भी डिमांड्स (Demands) पेश करते हैं, अन्हे मानते चलीं जा रही है। वह कहते हैं कि आज मजदूर गव्हर्नमेंट के सिरपर बैठ गये हैं। अब मेरी समझ में नहीं आता कि अतसे से क्या सही समझ, और अपनी पॉलिसी कैसे तय कर तो अब अतसरफ भी नहीं, और अत तरफ भी नहीं हैं, अतसे लोगों की राय क्या है यह देखकर चलन पड़ता है, और अतसे करेंगे तभी हम कुछ आगे बढ़सकेंगे।

यह पूछा गया कि औरंगाबाद मिल्स और जिन्दा तिलस्मात को क्यों नहीं प्रॉसिक्यूट (Prosecute) किया गया है? मैं कहना चाहता हूँ कि कोर्ट का फॅसला होने के बाद भी काफ़ी प्रॉसिजर (Procedure) बाकी रहता है। फॅसला होने के बाद अपील (Appeal) होता है। अपील होने के बाद मुकदमा लड़ा जा सकता है, और यह सब प्रॉसिजर होने के बाद ही प्रॉसिक्यूट किया जा सकता है, और कुछ अक्शन (Action) किया जा सकता है। इतने प्रॉसिजर बाकी

फॅक्टरी को प्रॉसिक्यूट नहीं किया यह समझना गलत है। हमने कुछ फॅक्टरीज को जरूर प्रॉसिक्यूट किया है। हमने जिन जिन को प्रॉसिक्यूट किया है उनका अंक लिस्ट (List) आपको जानकारी के लिये यहां पेश करता हूं।

(१) यूमुफ मेघाजी अँड सन्स (२) वोडुअली राजापुर अँड सन्स (३) पालाकुर्ती बुच्चय्या (४) बी. राजमोली राओस अँड ऑथिल मिल और (५) बालकृष्ण भगवान दास यह नाम देखकर आप कहेंगे कि अिममें तो कोअी बडा आदमी नहीं नजर आता है। लेकिन आप जरा सवरे फरमाये तो शायद आपको कुछ बडे नाम भी मिल जायेंगे। (६) सिडाम सेटटी नरगिमा (७) कौंडा राज लिंगम (८) कलवा राजलिंगम मूर्ती वर्गंग यह लिस्ट और भी लंबी है। मैं नहीं समझता की सारे नाम पढने की कोअी खास जरूरत है। अिस प्रकार यह कहना कि किसी को प्रॉसिक्यूट नहीं किया जा रहा है, बिल्कुल गलत है।

अब रेगे कमिटी को जो शिफारिशत है अुन्हे हम पहले हैदराबाद और सिकंदराबाद मे अमल मे लाना चाहते है, और अुसका अमल अभी सिर्फ अिन दो जगहों पर शुरू कर दिया गया है। यहां काम कैसा चलता है यह देखकर फिर अुन्हे दूसरी जगहों पर भी अिप्लिमेंट (Implement) किया जायेगा। फिलहाल तो हमारी जो डिस्ट्रिक्ट म्युनिसिपल कमिटीज (District Municipal Committees) है अुनकी आज की फायनान्सियल कंडिशन (Financial Condition) अच्छी नहीं है, अिसलिये ये रेकमेंडेशन्स (Recommendations) अभी जरेगौर है यह सोचा जा रहा है कि कहाँतक अिन्हे अिप्लिमेंट किया जा सकता है।

अनअॅम्प्लॉयमेंट (Unemployment) के मसले के बारे में यह कहा है कि अनअॅम्प्लॉयमेंट बढ रहा है। जो मजदूर अनअॅम्प्लॉयड होते हैं अुन्हे दूसरी जगह अवसाँब (Absorb) करने की भी कोशिश की जाती है। चुनाचे अिलेक्ट्रिसिटी डिपार्टमेंट मे अबतक ३०० लोगों को मुस्तकिल कर दिया गया है और २०० के केसेस अंडर कन्सीडरेशन (Under Consideration) हैं।

फिर यह अंतराज किया गया कि जो अनअॅम्प्लॉयड (Unemployed) लोग हैं अुनके बारेमें स्टेटिस्टिक्स (Statistics) का कहीं पता नहीं है हिंदुस्थान की हालत कुछ जैसी है कि अिस तरह के रेकार्ड्स (Records) मुकम्मिल बन सकते हैं या नहीं अिसके बारे में मुझे शक है क्यों कि यह बहुत ही मुश्किल काम है जो मुल्क पूरी तरह से अिंडस्ट्रियलायज्ड (Industrialized) हैं अुनमें यह अनअॅम्प्लॉयमेंट का रजिस्टर बनाना सहल है। क्योंकि वहां किसी अिंडस्ट्री के निकलते ही अँसा रजिस्टर तयार हो जाता है। वहां मजदूर अगर अंक जगहसे निकले तो अुसे फिर दूसरी जगह नोकरी मिल सकती है, लेकिन हमारे यहां की हालत जैसी है कि मजदूर फॅक्टरी से निकल जाता है तो कोअी फिक्र नहीं करता। वह अपने खेत पर चला जाता है या दूसरे किरी गांव में नोकरी के लिये चला जाता है। निजामाबाद के रहनेवाले मेबरसाहब को मालूम होगा कि कितने लोग यहां से बंबयी चले जाते हैं, दो तीन महीने वहां रहते हैं और फिर वापस आते हैं। जैसी हालत में वह अॅम्प्लॉयड हैं या अनअॅम्प्लॉयड है यह समझना मुश्किल है। अिसलिये तीन महीने तक अुनकी राह देख कर नाम निकाल दिया जाता है। लेकिन अिसका मतलब यह नहीं है कि अगर वह फिर से अपना नाम रजिस्टर करना चाहें तो नहीं कर सकते। तीन महीने के बाद

फिर वह चाहे तो अनुका नाम रजिस्टर किया जाता है। बिला वजह किमी का नाम रजिस्टरमें न पडा रहे जिसलिये यह तरीका अस्तित्थार किया जाता है। अगर जिसमे भी कोओ तृटियां हो और वे दुस्त की जा सकती हैंतो की जायेंगी। मगर ये स्टेटिस्टिक्स (Statistics) नहीं रख सकते असा मेरा खियाल है। हिंदुस्तान में अब अक अनअम्प्लॉयमेंट कमेटी (Unemployment Committee) बैठी है। अब तक मैं अुस कमेटी में नहीं था, लेकिन अब जिस कमेटी के साथ बैठकर जिस बात पर गौर करूंगा। लेकिन हिंदुस्तान के अंदर अनअम्प्लॉयड लोगों की लिस्ट बनाना मुश्किल है। अभी अक मॅंबर ने कहा कि लाखों आदमी फॅक्टरी से निकलते चले जा रहे हैं लेकिन गव्हर्नमेंट कोओ खियाल नहीं कर रही है। यह अंतराज करने का अक तरीका है अुसमें कोओ बडी बात नहीं है। लेकिन लाखों आदमी कहां से निकलेगें जब हमारा इंडस्ट्रियल लेबर (Industrial labour) ही कुल ७० हजार का है? (Laughter) हमारे यहां जो अग्रीकल्चरल अनअम्प्लॉयमेंट (Agricultural Unemployment) है वह अक अजीब-सी चीज है। क्वांकि अुसको लेबर तो नहीं कह सकते। अुनके पास जमीन रहती है। वो कभी खेतों में काम करते हैं तो कभी नहीं करते। अुत्पादन ज्यादा हुआ तो अुनको खाने को मिलता है और ज्यादा नहीं हुआ तो कम मिलता है। और वे किसी अक धंदे में कायम भी नहीं रह सकते। अक मॅंबर ने यह भी कहा कि यह तो जुलम हो रहा है कि आप ट्रॅक्टर लेकर देहातों में जा रहे हैं और मशीनोंसे खेतों करवाना चाहते हैं। सचमुच जिस बात की तरफ मेरा भी खियाल है कि आखिर हमारे मुल्क में ट्रॅक्टर (Tractor) आना चाहिये या नहीं। जिस पर अग्रीकल्चरल डिपार्टमेंट (Agricultural Department) करेगा और वही जिसका जवाब भी देगा। लेकिन जिस पर मैं भी गौर कर रहा हूं।

गोल्डमायन (Gold Mine) के बारे में मैं अितना कहना चाहता हूं कि जिसके लिये मकानों की कोशिश की जा रही है। फाइनेन्स मॅंबर (Finance Member) ने यह बताया था कि जिस वक्त हमारी गोल्डमायन बडी नुकसानी में चल रही है। लेकिन जिसको चलाया जाना चाहिये इसी खियाल से अुसमें और रुपया डाला गया है। जहां तक हो सके जिस कहावत को तो आप जानते ही हैं। (Laughter) अुसके मुतालिक जहां तक हो सके कोशिश की जायगी अब भी कोशिश की जा रही है और आयदा भी की जायगी।

रिडक्शन (Reduction) के बारे में कहा गया कि सेंद्रल प्रेस या तुंगभद्रा वर्क्स पर फॅक्टरी अॅक्ट रिलॅक्स (Relax) किया जाता है, और जिससे झगडे की बात पैदा हो जाती है। मैं अँधान को बताना चाहता हूं कि कभी चीजों की जरूरत होती है, जैसा कि अभी कहा गया है कि अक रिपोर्ट छापने के लिये—क्यों कि सेंद्रल प्रेस मेरे ही पास है - बडी मुश्किल हो रही है और अुसका अक अलग अमला रखा जाय। सेंद्रल प्रेस ने जिसकी तहरीक की है कि लेजिस्लेचर का सब अलग अमला रखा जाय और अलग काम करने की बिजाजत दी जाय। अुसको मैंने मंजूरी दे दी, लेकिन फिर आप कहेंगे कि यह तहरीक आप ही रखकर अुसको खुद ही मंजूर करनेवाले आप कौन हैं? मैं बसा देना चाहता हूं कि प्रोसीचर (Procedure) के लिहाज से जैसी चीजें पहले फाइनेन्स डिपार्टमेंट (Finance Department) की तरफ जाती हैं। वहां से जैसा पंसा मिलता है वैसा काम किया जाता है। चुनावे जिस सिजसिके में भी वैसा ही करेंगे। लेकिन रिलॅक्स जो है वह वर्किंग आवर्स (Working Hours) के किने होता है, और वह जो आप कहते हैं कि ओवर टायम अलायन्स (Overtime Allowance) नहीं दिया जाता,

वैसा नहीं है। क्योंकि कहीं पर भी आठ घंटे से ज्यादा काम नहीं लेना चाहिये, अंसा रूल (Rule) है। रिलैक्शन (Relaxation) का मतलब यह है कि अंक आदमी से आठ घंटे से ज्यादा काम लिया जा सकता है लेकिन उसका नुकसान नहीं होने दिया जाता। आपकी जो गलतफहमी है कि काम ज्यादा लेंगे और पैसा नहीं देंगे, तो मैं कहूंगा कि वह जमाना गया जब कि मजदूर को पैसा न देकर ज्यादा काम ले सकते थे।

شری مخدوم محی الدین - آر۔ ٹی۔ ڈی کے ورکس سے زیادہ گنتے تک کام لیا جاتا ہے اسکے بارے میں عالی جناب کا کیا خیال ہے۔

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मेरा खियाल है कि उनको भी ओव्हर टाजीम अला-अन्स दिया जाता है।

شری مخدوم محی الدین - میں آپ کو بتانا چاہا ہوں کہ وہ : میں ملتا۔

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मैं उसकी तसदीक करूंगा कि उन्हें ओव्हर टाजीमस अलाअन्स मिलता है या नहीं, और अगर नहीं मिलता तो क्यों नहीं मिलता। प्रेस और तुंगभद्रा वर्क्स यह दोनों फॅक्टरी अॅक्ट के तहत नहीं आते लेकिन फिर भी वहा पर ओव्हर टाजीम अलाअन्स मिलता है या नहीं, और अगर नहीं मिलता तो क्यों नहीं मिलता। प्रेस और तुंगभद्रा वर्क्स यह दोनों फॅक्टरी अॅक्ट के तहत नहीं आते लेकिन फिर भी वहा पर ओव्हर टाजीम अलाअन्स दिया जाता है। आजकल ज्यादा काम लेने पर ओव्हर टाजीम कौन नहीं देगा? और खास कर जब अच्छे अच्छे आदमी जैसे कि अपोजिशन की तरफ हैं लेबर के पीछे होने पर उनको ज्यादा काम करने भी कौन देगा? (Laughter) यह तो अम्पासिबिलिटी (Impossibility) है।

विसके बाद यह भी शिकायत की गयी कि केसेस का जल्दी जल्दी फैसला नहीं होता। मैं कबूल करता हूँ कि जिसमें देरी हो रही है, लेकिन जिन केसेस में देरी की गयी उनको देखने से मुझे वैसा मालूम नहीं होता, क्योंकि मामलात पेश करने में जरा मॅथमेटिकल गलती हो जाती है। जब कभी मैं पूछा करता हूँ कि अंक खत बंबयी को अंक दिन में जाता है तो पांच खत कितने दिन में जायेंगे, तो बहुत से लोग जवाब देते हैं कि पांच दिन लगेंगे। (Laughter)

यह रिपोर्ट में बताया गया है कि १५०७ केसेस आजीं उनमें से १३०७ सेटल (Settle) हुयीं, १४३ केसेस आजीं उनमेंसे ९३ रह गयीं, विस तरह से बहुत से आंकडे दिये गये हैं। हर महीने का स्टेटमेंट (Statement) दिया गया है। हर महीने का स्टेटमेंट देखने से तो मालूम होता है कि साल के आखिर में हजार केसेस आ गयीं, और उन में से कभी रह गयीं। बहुत बड़े आंकडे मालूम होते हैं। लेकिन जिसमें फैसले का बैलेंस (Balance) आता है। अगले महीने को करंट (Current) बनाते हैं तो पिछले महीने का बैलेंस बताया जाता है। जो डाटा (Data) मैंने लाया है उसमें ग्रीवन्सेसकेसेस (Grievances Cases) के बारे में, बताया गया है कि जुमला १५०७ केसेस आजीं और उनमेंसे १३११ सेटल (Settle) हुयीं यह बहुत क्रेडीटेबल (Creditable) है वैसा तो मैं नहीं कहता; लेकिन फिर भी काफी का हो रहा है यह भी सच है। लेकिन आप भी न कहें कि बिल्कुल ही सुस्त मामला है, बिल्कुल माल

गाड़ी ही है । मेरे कहने का मतलब है कि एक्सप्रेस या मेल न हो लेकिन पैसेंजर जरूर है, लेकिन मालगाड़ी नहीं है । (Laughter) केसेस की हद तक मैंने यह कह दिया ।

शिकायत की गयी कि लातूर में बोनस (Bonus) नहीं दिया गया । मैं समझता हूँ यह अितनी बड़ी भारी चीज नहीं है कि उसके लिये मुकद्दमा लाया जाय । आप हमारे पास आइये, हम उस पर गौर करेंगे । अगर उस पर इन्स्पेक्टर ने गौर नहीं किया तो डिप्टी कलेक्टर हैं, कलेक्टर ने नहीं किया तो कमिशनर हैं, कमिशनर ने नहीं किया तो मिनिस्टर हैं, मिनिस्टर ने नहीं किया तो चीफ मिनिस्टर और कॅबिनेट हैं । मतलब यह कि अगर बोनस मिलन लायक वह मामला है तो मैं जरूर दिला दूँगा इसका आप यकीन कीजिये ।

वीव्हर्स (Weavers) के बारे में शिकायत की गयी कि वीव्हर्स की मदद नहीं की जाती और मद्रास या बंबयी में उनकी बहुत मदद की जाती है । मेरे पास बहुतसी शिकायतें आती हैं कि मद्रास में और बंबयी में यह है और वह है । मुश्किल तो यह है कि मद्रास और बंबयी को मैंने लिखा लेकिन अब तक कोअी जवाब नहीं आया । इसलिये वहां क्या होता है मालूम नहीं, अक सज्जन जोकि पहले तेलगु में बोल रहे थे और जिन्होंने बाद में हिंदी में बोलना शुरू किया उन्होंने अक महाशय का प्रायव्हेट मामला बहुत जोर शोरसे रखा । तो मैं भी स्पीकर महोदयसे इस्तदुआ करता हूँ कि अैसे प्रायव्हेट मामले इस अँवान में नहीं आने चाहिये । जहां तक हो सके हम लोगों को किससे दूर रहना चाहिये । हमारे अक मॅबर श्री. राजलिंगम ने इसके बारेमें आपके सामने जो प्रपोजल (Proposal) रखा है उसकी मैं तहेदिल से ताअीद करता हूँ जहां तक टेक्स्टाअील वीव्हर्स असोसिएशन (Textile Weavers Association) का मामला है उसके लिये जो मदद दी गयी है वह कुछ ज्यादा नहीं है । लेकिन मैं अितना ही कहूँगा कि वह हमारे पास का वन ऑफ दि बेस्ट कोअोपरेटिव्ह असोसिएशन (One of the best Co-operative Association) है, और इसी चीज को सोंच कर ही गव्हर्न-मॅंट ने उसके लिये अब तक १५ लाख रुपये दिये हैं । लेकिन यह जो सवाल है वह जनरल बॉडी मीटिंग (General body meeting) में लाया जा सकता है । आप चाहें तो जनरल बॉडी मीटिंग में इस मामले को लाकर उसका कब्जा ले सकते हैं । वह कोअी बड़ी बात नहीं है ।

श्री. पी. वासुदेव :—मिस्टर स्पीकर सर,

Mr. Speaker : Order, Order.

श्री. विनायकरा. विशालकार :—जिसमें कोअी बुरी चीज नहीं है । मैं राय दे रहा हू कि अैसी चीज यहां पर नहीं आनी चाहिये, बल्कि जनरल बॉडी मीटिंग में होनी चाहिये ।

गव्हर्नमॅंट ऑफ बिडिया ने मिलों के अूपर नया टॅक्स लगाया है और करीब ६ करोड में से वीव्हर्स असोसिएशन को कुछ दिये जायेंगे । इसके बारे में कहा गया कि यह हमारे बजट (Budget) में क्यों नहीं आया । मैं बताना चाहता हूँ कि अभी तो यह टॅक्स लगा है । इसके बाद वह जमा होना शुरू होगी, और फिर वह गव्हर्नमॅंट ऑफ बिडिया के पास जायगा । वहां से फिर वह यहां आयेगा, और उसके बाद वह हमारे बजट में आयेगा । जायगा अकर लेकिन

वह अपने वक्त पर आयेगा जिस पर आप यकीन रखिये । (Laughter) ये जो तीन चार बातें बाकी थीं पर हैं वो मैंने आपके सामने रखी हैं ।

अब जो बड़ी चीज रह जाती है वह यह है कि बार बार यह पूछा गया कि हैदराबाद की इंडस्ट्रियल पॉलिसी क्या है । मेरा जवाब से यह कहना है कि हैदराबाद की इंडस्ट्रियल पॉलिसी (Industrial Policy) जो कुछ भी पूरे हिंदुस्तान की पॉलिसी है उससे अलग नहीं हो सकती । अगर आप कहे या चाहें कि हम अपनी इंडस्ट्रियल पॉलिसी सेंटर (Centre) से मुस्तफिद बनाये और फिर सेंटर से झगड़ते रहें कि हमारी यह पॉलिसी रहेगी, आपकी कुछ भी रहे, तो यह चीज हम कभी करनेवाले नहीं हैं । जो वहां की पॉलिसी रहेगी उसीके मुताबिक हम चलेगें । अपोजीशन के लीडर ने जो चीज हमारे सामने अपने तकरीर में रखी थी उसको मैं करीब करीब मानता हूं कि मिक्स्ड अकानामी (Mixed Economy) होनी चाहिये । प्राय-व्हेट सेक्टर (Private Sector) को अंश में जगह होनी चाहिये, और जिससे भी बड़ी बात यह कही गयी थी कि गव्हर्नमेंट अपने कब्जे में सिर्फ बेसिक इंडस्ट्रीज (Basic Industries) को रखे और दूसरी इंडस्ट्रीज को अपने पास न रखे । मैं भी आपके सामने यही रखना चाहता हूं । हमारी भी यही पॉलिसी है, और जो कुछ भी कस्तूर भाभी ने हमारे सामने रिपोर्ट में रखा था वह यही था कि हैदराबाद को अपना यही असूल रखना चाहिये कि जहां तक हो सके अंश इंडस्ट्रीज में जो कि कमोडिटीज (Commodities) को तैयार करने में लगी रहती है अंश में अपने आपको अिनव्हाल्व (Involve) न करें, बल्कि जहां तक हो सके अपने आपको बेसिक इंडस्ट्रीज में ही अिनव्हाल्व करें । इसी असूल के तहत मैं हमने जिस वक्त जो दो बड़ी बड़ी फैक्टरीज हैं अंश को बिडला के जिम्मे दे दिया है । मैंने जिस चीज पर अंश वक्त नहीं, तीन या चार वक्त प्रकाश डाला है, लेकिन फिर भी वही सवाल बार बार हमारे सामने उसी तरह खड़ा होता है जैसे पहले था । मैं अपने आपको समझता हूं कि मैं ही धान का बैल हूं या दूसरे और भी कोभी है कि दिनभर चलने के बावजूद भी फिर वहीं पर रहे । (Laughter) मैं आपसे कहना चाहता था कि हमने कोअी इंडस्ट्री बेची नहीं है । जिस इंडस्ट्री में हमने अपना पैसा डाला था, और ई. टी. अंफ. (I.T.F.) जिस इंडस्ट्री के मैनेजिंग अंजेंट्स (Managing Agents) किसी वक्त थे । हैदराबाद की इंडस्ट्री बड़े अजीब दौर से गुजरी है । और यह दौर और किसी भी स्टेट को देखने को नहीं मिला है । वह सिर्फ इसी स्टेट ने देखा है । हैदराबाद की इंडस्ट्रियल पॉलिसी अंश अजीब पॉलिसी है । आज आप बिडला को यहां देख रहे हैं । अगर हैदराबाद की पॉलिसी पोलिस अंक्शन के पहले की रहती तो ये बिडला और टाटा यहां कभी न आय होते । आखिर बिडला और टाटा भी किसी खास मुल्क के हैं अंसी बात नहीं है । ये बड़े इंडस्ट्रियलिस्ट्स (Industrialists) हैं और अंश की हिंदुस्तान में बहुत सी जगहों पर बड़ी बड़ी फैक्टरीयां हैं । कलकत्ता, दिल्ली, बालियर और मद्रास के नजदीक करनल में भी बिडला की फैक्टरीयां हैं । हमारे यहां की फैक्टरी किसी दूसरे को बेची गयी है अंसी चीज नहीं है । और मैं आपसे सच कहता हूं, और आप भी मुझ से मुस्तफिद होंगे, कि जो अंश खास इंडस्ट्रियल पॉलिसी पोलिस अंक्शन (Police Action) के पहले हैदराबाद में थी अंशके वजह से किसी को यहां आने नहीं दिया गया था । और वह इंडस्ट्रियल पॉलिसी चलानेके लिये अंश वक्त की गव्हर्नमेंट ने अंधाधुंद तरीके से पैसा लगाया था ताकि इंडस्ट्रियलिस्ट्स और इंडस्ट्रीज को न मालूम हो कि वो किधर जा रहे हैं ।

आज पोलिस अक्शन के बाद की हमारी पॉलिसी और पहले की पॉलिसी अिममें तो फरक है । जो बड़े बड़े इंडस्ट्रियालिस्ट्स (Industrialists) हैं अन्होंने अुस समय हैदराबाद में आने की कम कोशिश की अैसी बात नहीं है । जिनकी फॅक्टरीज हिंदुस्थान में बहोत सी जगहों पर हैं अन्होंने क्या यहां आने की कोशिश न की होगी ? लेकिन अुस समय के सरकार की जो पॉलिसी थी अुसकी वजह से वो लोग यहां नहीं आसकते थे । आज तो बिल्वा की फॅक्टरीज बंबअी, मद्रास, कलकत्ता, ग्वालियर, आदि बहोत जगहों पर हैं, और हमने भी यहां की फॅक्टरीज अुनको दी हैं तो अिसका मतलब यह नहीं है कि हमने अुनको वह फॅक्टरीज बेच दी हैं, और अब वे अुसे कहीं स्टेट के बाहर लेजाने वाले हैं । हमने यह फॅक्टरीज अुनको सिर्फ चलाने के लिये दी हैं और वह भी हैदराबाद में ही रहनेवाली हैं । फॅक्टरीज यहां से अुठकर नहीं जानेवाली हैं । पोलिस अक्शन के पहले सरकार की जो इंडस्ट्रीयल पॉलिसी थी अुसके कारण वो यहां नहीं आसकते थे । यहां अुस समय जो इंडस्ट्रीज चल रही थी अुसमें से अेक भी इंडस्ट्री मुनाफे में नहीं चल रही थी । ज्यादा तर इंडस्ट्रीज पूरी तरह गव्हर्नमेंट के ही अिमदाद पर चलती थी, अिसलिये नुकसान भी आया तो किसीको कोअी परवाह नहीं थी । गव्हर्नमेंट की तरफ से अुनको अेक तरह का टॉनिक दिया जा रहा था और अिसी टॉनिक के बल पर वे चल रही थी । वह सब इंडस्ट्रीज अपने पैरों पर तो खडी नहीं थीं । पोलिस अक्शन के बाद जो पहले अुन्हें टॉनिक मिलता था वह बंद होगया, तब अुनमेंसे बहुतों के पैर फिर लडखडाने लगे । अुनमेंसे अकसर बहुतही कमजोर होगयीं । अैसी हालत में कुछ इंडस्ट्रीज को हुकूमत ने अपने कब्जे में लेकर चलाया, और बहोतसी डूबती हुअी इंडस्ट्रीज को पोलिस अक्शन के बाद सरकार ने अिमदाद की ।

अभी अपनी तकरीरों में कुछ ऑनरेबल मेम्बर्स ने अंसा पिक्चर (Picture) आप लोगों के सामने खींचा कि मानो अब स्टेट की सब इंडस्ट्रीज डूबही रही हैं । अितना निरुत्साही होने की कोअी जरूरत नहीं है । पोलिस अक्शन के बाद वाकअी यहां की इंडस्ट्रीज पर मुसीबत आगयी थी । सिरपूर और सिरसिल्लक इंडस्ट्रीज जो कि स्टेट की काफी अच्छी इंडस्ट्रीज हैं अुनमें अुस समय काफी नुकसान आ रहा था । अुन्हें जब कि कोअी १६ लाख रूपये का नुकसान हो रहा था अैसे वक्त गव्हर्नमेंट ने अपने कब्जे में ले तर और पैसे देकर अुनकी मदत की । लेकिन आज गव्हर्नमेंट अुन इंडस्ट्रीज को खुद नहीं चलाना चाहती हैं अिसलिये अुन्हें बिल्वा के हाथों सौंपने के बारे में सौंच रही है । यह बातें करीब करीब फायनालाअीज (Finalise) होगअी हैं । यह इंडस्ट्रीज आय. टी. अेफ. (I. T. F.) के तहत चलाअी नहीं जातीं । अब सिरपूर पेपर इंडस्ट्री में गव्हर्नमेंट के शेयर्स (Shares) हैं, अुनके लिये हमें मुनाफेका परसेंटेज मिलता है । और सरकार ने जो रकम लोन (Loan) पर दी है अुसका अुसे सूद मिलता है । बिल्वा को जो इंडस्ट्री दी है वह अुसे केवल चलाने के लिये दी गअी है, और अुसके लिये मॅनेजिंग अेजेंट के तौरपर बिल्वा को हमें १,६७,००० रूपये देने पडते हैं । अुन्हें फॅक्टरी की सिर्फ मॅनेजिंग अेजन्सी दी गअी है । इंडस्ट्रीज तो हैदराबाद में ही रहने वाली हैं । यह जो कहा जाता है कि सरकार अपनी इंडस्ट्रीज बेच रही है यह गलत है । सिर्फ मॅनेजिंग अेजन्सी दी गअी है । गव्हर्नमेंट अगर चाहें तो अुसे वापस भी ले सकसी है । अिसमें बेचने की कोअी बात नहीं है । खर्च करने के लिये पैसा स्टेट बैंक से तो नहीं आता, या सिर्फ स्टेट बैंक में जमा करने से पैसा बडता नहीं है । अुसे कहीं न कहीं जिनव्हेस्ट (Invest) करना पडता है । अब गव्हर्नमेंट के सामने यह सवाल आता है कि अुसके पास जो पैसा है अुसे वह सिरसिल्लक इंडस्ट्री में लगावे या तुंगभद्रा

प्रॉजेक्ट पर लगाये ? किमसे लोगों का और सरकार का भी फायदा होगा यह सोचने की बात है । आज देश में अिस प्रकार के प्रॉजेक्ट के काम ज्यादा महत्व के हैं, और शिन्हीं से अव्वाम का अधिक फायदा होने वाला है । दूसरे काम रोक सकते हैं लेकिन यह काम पैसे की कमी के कारण नहीं रोक जा सकता । दोनों जगहों पर खर्च करने के लिये सरकार के पास पैसा नहीं है । अंसी हालत में आज हमारे पास अिडस्ट्रीज के मॅनेजमेंट पर खर्च करने के लिये पैसा नहीं है । असलिये हमारा पैसा अब अिडस्ट्रीज में से निकाल कर हम तुंगभद्रा प्रॉजेक्ट जैसे नेशनबिल्डिंग अॅक्टिविटीज (Nation-building Activities) पर लगाना चाहते हैं । असलिये हम यह पैसा तुंगभद्रा प्रॉजेक्ट पर लगाना चाहते हैं । यही सोचकर हमने यह पॉलिसी अपनायी है, और असलिये हमारा जो पैसा अंसी अिडस्ट्रीज में पड़ा हुआ है उसे लोन के तौर पर निकाल कर हमारे नेशन बिल्डिंग के कामों पर लगाना चाहते हैं । तुंगभद्रा जैसा प्रॉजेक्ट बनने पर लोगों को कितनी सहूलत होगी, और खेत कैसे हरे भरे होंगे । तो अुन हरेभरे खेतों के लिये पैसा खर्च न करके सिर्फ साडेचार परसेंट व्याज मिलता है असलिये मैं क्या यह पैसा वहीं अिडस्ट्री में पड़ा रहने दूँ ? मैं अंसा माग्वाडी नहीं हू कि सिर्फ साडेचार परसेंट अिटरेस्ट (Interest) के लिये मैं लोगों का नुकसान करूँ । गव्हर्नमेंट अिस तरह की पॉलिसी कभी अख्तयार नहीं कर सकती ।

बहोतसे ऑनरेबल मेंबर्स न यह अतराज अुठाया कि हम दूसरे देशों से लोन (Loan) ले रहे हैं, और हम डेबटर (Debtor) होते जा रहे हैं । मैं कहता हूँ कि आज यदि हमें हमारा मुल्क डेव्हलप (Develop) करना है तो कर्जा लेने में क्या हरजा है ? हमही क्या लेकिन आज तो दुनिया के करीब करीब सभी मुल्कोंके सिरों पर कर्ज की बड़ी बड़ी रकम पड़ी हुयी है । तो कर्जा लेने में शर्माने की क्या बात है जब कि वह हमें नेशन बिल्डिंग अॅक्टिविटीज (Nation-building Activities) के लिये चाहिये । आज दुनिया के बड़े बड़े दो ब्लॉक्सको छोडकर बाकी करीब करीब सभी देशों पर बड़े बड़े कर्ज हैं । लोग कह रहे हैं कि हमारे देश में फॉरेन से काफी पैसा आरहा है । ब्रिटेन से भी आरहा है । जब तक हमारे अुपर अुससे कोअी फॉरेन डोमिनेशन (Foreign Domination) यही पडता है तब तक कर्जा लेने में क्या हजअकमे अिसी के साथ यह भी कहा जाता है कि लेनिन ने अपनी पॉलिसी कैसे रखी । अुसने अपना फॉरेन ट्रेड अपन ही हाथों में रखा था । मैंने जब जानने की कोशिश की तो मालूम हुवा कि अुस जमान में रशिया का कोअी फॉरेन ट्रेड था ही नहीं । तो फिर सारा फॉरेन ट्रेड अपने ही कब्जे में रखने की पॉलिसी ही क्या हो सकती है जब कि अुनका कोअी फॉरेन ट्रेड नहीं था ।

हमारे देश के डेव्हलपमेंट स्कीम्स (Development Schemes) के लिये हमें बाहर से बड़ी बड़ी मशीनरी मॅगानी पडती है । अुसे हम अंग्रजों और अमेरिकनों से लेते हैं, लेकिन अिसका मतलब यह नहीं है कि हमें अुनसे कोअी खास मोहब्बत है । जहां अच्छी मशीनरी मिलेगी और सस्ते भावों में मिलेगी वहां से ही लेने के लिये हम तैयार हैं । जब जर्मनी में अच्छी मशीनरी बनने लगी तो अुस समय हमने जर्मनीसे काफी मशीनरी मॅगानी और आज भी मॅगा रहे हैं । अुसाने वह जापान का भी नाम लिया जा सकता है । अुसका नाम ज्यादा अिन देशों में नहीं आता है, फिर भी जापान से भी हमने तरह तरह की काफी मशीनरी ली है, और ले रहे हैं । तो कहने का मतलब यह है कि जहां हमें ट्रेडिंग कांट्रैक्ट (Trading contract) अच्छी कंडिश्न्स (Conditions) पर मिलते हैं वहां से हम मशीनरी लेते हैं । अगर रशिया भी अच्छी

फेवरेबल कंडिशनस (Favourable Conditions) पर मशिनरी लेने के लिये तैयार हैं तो हम वहां से भी मंगा सकते हैं। हमें २०, २० सालोंकी किस्तों में पैसे अदा करने की व्यवस्था चाहिये। अंसी फॅसिलिटीज (Facilities) हमें यु.के. और जेस. यु. जे. U. K and U.S.A. से मिलती हैं। यदि रशिया की भी असतरह की फेवरेबल कंडीशनस हो तो यूनाइटेड किंगडम की मशिनरी लेना बंद करते हुये तुरंत रशिया से मशिनरी मंगाना शुरू कर देंगे। लेकिन हमें देखा है कि रशिया के कंडिशनस बहुत बड़े और मुश्किल हैं, और वह अपने कंडिशनस जग भी ढीले करने के लिये तैयार नहीं हैं। हम जिन कंडिशनस पर माल लेना चाहते हैं उसे वो पूरे तीरपर मानेंगे या नहीं, और उनके जो कंडिशनस हैं उन्हें हम पूरे कर सकेंगे या नहीं यह मुझे मालूम नहीं है। मैंने यह देखा है कि अंक भी मुल्क आज बगैर कर्ज के नहीं चल सकता है। सिर्फ रशिया और अमेरिका यही आज दो ऐसे मुल्क हैं जो बगैर कर्ज के चल सकते हैं। तो अंसी हालत में जब कि रशिया की कंडिशनस बड़ी कठिन हैं तो हम किस तरह वहां से माल मंगा सकेंगे?

श्री. पेंडम वासुदेव :—रशिया के क्या क्या शरायत हैं जरा बताइये।

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—सोवियट युनियन की पॉलिसी तो क्या, आप चाहे डूब जाय लेकिन हम बचे रहेंगे इस तरह की है।

شری مخدوم محی الدین - سویت یونین کے بارے میں جو سوپینگ ریمارکس (Sweeping Remarks) کیے جارہے ہیں انکے بارے میں میں جاننا چاہتا ہوں کہ سویت یونین نے ہندوستان کو کیا شرائط پیش کئے ہیں؟ جہاں تک میرا خیال ہے کہ میجرانڈ میٹریز.....

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—हां, हां, मैं समझ गया कि आप क्या कहना चाहते हैं। इससे हेवी मशिनरी (Heavy Machinery) लेने के लिये क्या कंडिशनस (Conditions) हैं यह यदि आप जानना चाहते हैं, तो आप पंडित नेहरू के पास लिख भेजिये। वह कहेंगे बैसा किया जायेगा।

شری مخدوم محی الدین - میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سویت یونین کے کیا شرائط ہیں۔ آپ نے یہ کیسے کہا کہ اوس کی پالیسی کی وجہ سے ہندوستان ڈوب جائیگا۔ آپ یا تو اپنا اسٹیمنٹ واپس لیں یا اوسکی پالیسی کو سامنے رکھیں۔

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—वापस लेने की कोअी जरूरत नहीं है। मैंने तो सिर्फ स्वीपिंग रिमार्क (Sweeping Remarks) किया था।

कुछ लोगों को अंसा लगता है कि आज हम हमारी इंडस्ट्रीज कर्ज पर चला रहे हैं। यह अच्छी बात नहीं है, लेकिन मैं बताना चाहता हूं कि आज जितने भी बड़े देश हैं उनका नॅशनल डेट (National Debt) कितना बड़ा है। जरा आप देखिये तो आपको मालूम होगा। कर्ज पर इंडस्ट्रीज चलाना कोअी बड़ी चीज नहीं है। जिस वक्त अगर कर्ज लेना भी पडा तो हमें नॅशनल डेव्हलपमॅन्ट (National Development) के लिये उसे लेने में कोअी पसोपेश नहीं करना चाहिये, बल्कि अंसे समय तो कर्ज जरूर लेना चाहिये।

अके और चीज मैं आपके सामने रखना चाहता हूँ। सब तरफ से यह आवाज धुंआयी जा रही है कि स्टेट की बड़ी बड़ी अिडस्ट्रीज बंद होती जा रही हैं। लेकिन मैं कहना चाहता हूँ कि कोभी भी बड़ी अिडस्ट्री बंद नहीं हो रही है। जहाँ छोटी छोटी अिडस्ट्रीज पोलिस अक्शन के पहले टॉनिक पर चर रही थी वो टॉनिक बंद होते ही अपने आप बंद होने लगी। जो अिडस्ट्रीज बंद हो गयी वह बहुत ही छोटी छोटी थी। जो मारी अिडस्ट्रीज इस तरह बंद हुयी अुनकी सख्या २५ के करीब है और अभी अभी और दो अिडस्ट्रीज इस तरह से बंद होगी हैं। इसतरह कुल मिलाकर अब तादाद कोभी २७ होगी है। ये २७ अिडस्ट्रीज बहुत ही छोटी थीं। अुनमेसे कुल मिला कर २००० लेबरर्स खाली हुये। जो अिडस्ट्रीज अितरह बंद हुयी अुसमें व्हिजिटेबल प्रॉडक्ट (Vegetable Product) यह अिडस्ट्रीज सबसे बड़ी थी। अुसमें २२५ मजदूर काम करते थे। बाकी जो अिडस्ट्रीज थीं वो तो अितनी छोटी थी कि किसीमें ५० किसीमें २०, किसीमें १७, और किसीमें १० इसतरह से मजदूर अिन अिडस्ट्रीज में काम किया करते थे। हैदराबाद स्टेट में कोभी ७०,००० लेबरर्स हैं। अुनमें से सिर्फ कोभी २००० लेबरर्स अिन अिडस्ट्रीज के बंद होने से खाली होगये। लेकिन यह चीज भी कोभी बड़े क्रेडिट (Credit) की नहीं है। अितना भी अन ऑप्लॉयमेंट नहीं होना चाहिये था यह मैं मानता हूँ। लेकिन हमारी फायनान्सियल कंडिशनस (Financial conditions) की वजह से हम अिन अिडस्ट्रीज को मदत नहीं कर सके। लेकिन यह जो जोर जोर से कहा जाता है कि लाखों मजदूर बकार हो रहे हैं यह गलत है। मैं पूछना चाहता हूँ कि जहाँ हमारे स्टेट में सिर्फ सत्तर हजार मजदूर हैं, तो अुनमें से लाखों मजदूर कैसे बकार हो सकते हैं? यह मसला जो मजदूर के खाली रहने के बारे में है इसके लिय लेबरर्स अेक्सपोर्ट कमेटी (Labours Export Committee) भी विठोली गयी है ताकि यह मालूम होसके कि अिसे किस तरह हल किया जाय, और जो लेबरर्स खाली हुये हैं अुनको कहां और किस तरह अवसार्ब (Absorb) किया जाय।

दूसरा अके सवाल अलविन मेटल वर्क्स के बारे में पूछा गया था। अलविन मेटल वर्क्स में सिर्फ गवर्नमेंट के शेअर्स हैं। यह आय.टी. अेफ. के तहत नहीं है। अुसका खुद का डायरेक्टर बोर्ड है, और अुस डायरेक्टर बोर्ड के तहत वह अिडस्ट्री चलती है। सब फंक्टरी का अितजाम पूरी तरह डायरेक्टर बोर्ड के तहत है।

आज सिमट और असबसट्रांस अिडस्ट्रीज में कोभी ३००, ४०० वर्क्स काम करते हैं। अुनके बारे में भी सोचने की जरूरत है।

दूसरा अके सवाल यह किया गया था कि अके जगह पर यह बताया गया है कि सिमेंट की पैदावार इस साल कम हुयी, और दूसरे जगह बताया गया है कि सिमेंट ज्यादा पैदा हुआ है। यह कैसा ही सकता है? मैं अिसेको पूरी तरह से तो नहीं देख सका हूँ, लेकिन जहाँ तक मेरा खियाल है बात अैसी हुयी होगी कि स्टेटमेंट बनाते वक्त तफावत होगी होगी। अके ने अपना साल फायनान्सियल अियर (Financial Year) लिया होगा, और दूसरे ने अीसबी साल लिया होगा। तो इस तरह महिने का फरक पड़ने की वजहसे प्रॉडक्शन फिगर्स (Production Figures) में कुछ हजार टन का फरक होसकता है जो मैंने फिगर्स हासिल किये हैं वह इसतरह से हैं। १९५१ में १८,६३१६ टन और सन १९५२ में १८,८७१६ टन सिमेंट पैदा हुआ है। इसपर से अंदाजा लगा सकते हैं कि अिस अिडस्ट्री का प्रॉडक्शन तशफ्फीबस्सा है।

अब मैं हमारे यहां जो डिस्ट्रीज में पैदावार हो रही है उसका हाल आपके सामने रखना चाहता हूँ। (Pause) कागजात में कुछ गड़बड़ी हो गयी है। वह हाल में माफ़ा चाहता हूँ कि कागजात कहीं अधर अधर लग गये हैं। सिमेंट के बारे में तो मैंने बतला दिया। मैं आपको यह भी बताना चाहता हूँ कि कोल प्रॉडक्शन (Coal Production) में प्रोग्रेस (Progress) हुआ है, टेक्स्टाइल में भी प्रोग्रेस हुआ है, और इसी तरह क्वार्टर (Quarter) डिस्ट्री भी इस वक्त बढ़ रही है। इसमें प्रोग्रेस बहुत ज्यादा हुई है। और आगे भी होने की उम्मीद है, क्योंकि कांच के बनाने में इसकी बहुत जरूरत होती है, इसकी तारीफ़ बाहर भी बहुत हो रही है, और उसको लेने के लिये यहां लोग हमारे पास आ रहे हैं। सबसे बड़ी चीज जो फॅक्टरीज के बारे में मैं बताना चाहता था वह यह है कि जब प्रागा टूल्स कंपनी आफत में आगयी थी तो उसकी गव्हर्नमेंट ने अपने कब्जे में ले लिया। इस वक्त इस कंपनी ने ड्रिलिंग मशीन (Drilling Machine) और मिलिंग मशीन (Milling Machine) यहां बनायी है। यह एक बहुत क्रेडिट की चीज है कि इस तरह की मशीनें हमारे यहां बनायी जा रही हैं। सारे हिंदुस्तान में यह पहली मशीन है। बल्कि वह कहा जाता है कि अशिया में पहली मशीन है। प्रागा टूल्स नुकसान में चल रही थी लेकिन अब दो साल से मुनाफ़े में चल रही है। ये दो चार चीजें मैंने याद से आपके सामने रखी हैं। मैं आपको इसके आंकड़े देना चाहता था लेकिन कागजात कहीं अधर अधर चक्कर खा गये हैं। (Laughter)

अब आखरी चीज है। लेबर पॉलिसी के बारे में दो अल्फाज आपके सामने कहना चाहता हूँ। गव्हर्नमेंट की लेबर पॉलिसी क्या होनी चाहिये इसके बारे में गव्हर्नमेंट को कहने की कोशिश जरूरत नहीं है। जहां तक लेबर को सहूलत दी जा सके वह उनको मुहैया की जाय यही गव्हर्नमेंट की लेबर पॉलिसी होनी चाहिये, और यही है भी सब से ज्यादा और बारबार जो अंतराज किया गया वह रिट्रेंचमेंट (Retrenchment) के बारे में किया गया। अभी थोड़े दिन हुए जब से मैंने चार्ज (Charge) लिया है। मुझे भी अंसा मालूम हो रहा है कि कभी कभी जो रिट्रेंचमेंट होता है वह जस्टिफ़ाबल (Justifiable) नहीं होता, और शायद उसमें विह्वलीता (Victimisation) भी होता होगा। मैं अभी यह नहीं कह सकता कि अंसा है या नहीं। लेकिन यह जो खियाल है कि लेबर का रिट्रेंचमेंट हो रहा है वह सरासर गलत है। मैंने आंकड़े देकर आपको यह बतलाया कि सारा रिट्रेंचमेंट दो हजार से कम हुआ है। इसका तो प्रोपगान्डा (Propaganda) के लिये कैपिटल (Capital) बनाया गया है। अलविन कंपनी में क्या हुआ? मैंने कहा था कि १३६ आदमी पुराने जमाने में निकाले गये थे। उस वक्त निकाले गये तो निकाले गये, लेकिन जिस वक्त जो ४८ आदमी निकाले गये वे टेंपरेरी सर्विस (Temporary Service) के थे उनकी छः महीने से ज्यादा सर्विस नहीं हुई थी। लेकिन लेबर डिपार्टमेंट ने कोशिश की और बहुत खुशी की बात है कि एम्प्लायर (Employer) ने भी कबूल किया, और बिन ४८ आदमियों को रीइन्स्टेट (Reinstated) किया गया। रिट्रेंचमेंट के बारे में मैंने लेबर डिपार्टमेंट को एक सर्क्यूलर (Circular) भी जारी किया है कि अगर कहीं लार्ज स्केल रिट्रेंचमेंट (Large Scale Retrenchment) होनेवाला होता अंसी हर फॅक्टरी को चाहिये कि वह गव्हर्नमेंट को एक महीना पहले नोटीस दे कि हमारी हालत अंसी अंसी हो गयी है, और हम लोगों को रिट्रेंच करना चाहते हैं। और साथ साथ जिनको निकालना चाहते हैं उनको भी नोटीस देनी पड़ेगी और उस के बाद लेबर डिपार्टमेंट का एक आदमी,

अम्प्लायीज (Employees) का अंक आदमी अिन तीनों की अंक कमेटी होगी जो अुस मामले की जांच करेगी और रिट्रेंचमेंट के रीझन्स (Reasons) सही हैं या नहीं अुनको निकालना जरूरी हैं या नहीं, यह तय करेगी। अुसके तसफियेके मुताबिक कार्रवाजी होगी। अगर यहां निर्णय न हो सकातो अिस शर्मेक नहीं कि वह मामला बादमें कन्सीलिअेशन प्रोसीडिगज (Conciliation Proceedings) के लिये लेबर ट्रिब्यूनल (Labour Tribunal) के पास जायगा। लेकिन लेबर डिपार्टमेंट की यह पॉलिसी नहीं हैं कि जिसको चाहे अुसको रिट्रेंच कर दें। अिसके लिये बहुत स्ट्रिक्ट आर्डर्स (Strict orders) दिये गये हैं कि किन तरीकों पर रिट्रेंचमेंट किया जा सकता है रिट्रेंचमेंट के बारे में मुझे अितना ही कहना है।

लेबर के लिये हाअुसिंग (Housing) का अिन्तजाम तो हमारे आने के पहले से फॅक्ट-रियों में किया जा रहा है। निजामाबाद की शुगर फॅक्टरी देखिये। बाहर के लोगों ने भी हम से कहा कि यहां का अिन्तजाम हम को सब से अच्छा मालूम होता है मैं नहीं कहता कि हर अंक को अच्छा मालूम हो अितना अच्छा है, यह तो होना नामुमकिन है लेकिन बहुत से लोगों ने अुसकी तारीफ की है। अिसी तरह से आजमजाही मिल्स में भी लेबर क्वार्टर्स (Labour Quarters) बनाये गये हैं और दूसरी जगहों पर भी बनाये जायेंगे। पिछला बजट जब पेश किया गया था तब बतलाया गया था कि लेबर हाअुसिंग (Labour Housing) के लिये रेव्हेन्यू से लोन (Loan) लिया गया है, और दो हजार मकानात अिस साल बनाये जायेंगे। गव्हर्नमेंट की लेबर के बारेमें यही पॉलिसी है कि जहां तक हो सके लेबर को सहुलियत दी जाय और अुनके डिसप्यूट (Dispute) का जहां तक हो सके अिक्वीटेबली (Equitably) तस्फिया किया जाय। गव्हर्नमेंट यह कभी नहीं चाहेगी कि अिस तस्फिये में लेबर के लिये कोअी गैरवाजबी फैसला हो। अिन चंद अल्फाज के साथ में अँवान से अदबन अिस्तदुवा करता हूं कि जो भी कटमोशन्स रखे गये हैं वो अगर वापिस लिये जायेंगे तो मैं बहुत मस्कूर हूंगा।

Mr. Speaker : I shall now put the motions for reduction of grants to vote.

DEMAND NO. 19—SCIENTIFIC DEPARTMENTS—MINES DEPT.

WORKING OF MINES DEPT. IN KARNATAK DISTRICTS

Shri Makhdoom Mohiuddin : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

1172 20th March, 1953. General Budget—Demands for Grants

WORKING OF MINES DEPT. IN TELANGANA

Shri S. Ramanatham : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

DEMAND NO. 30—INDUSTRIES

PROGRESS OF COTTAGE INDUSTRIES

Shri Pendem Vasudev : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAILURE OF THE GOVERNMENT IN PROTECTING THE NIRMAL INDUSTRIES

Shri Gopidi Ganga Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

INDUSTRIAL PROBLEMS IN THE CITY OF HYDERABAD

Shri Makhdoom Mohiuddin : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

INDUSTRIAL PROBLEMS IN TELANGANA

Mr. S. Ramanatham : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

TEXTILE INDUSTRY IN MARATHWADA

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FUNCTIONING OF STATE-OWNED INDUSTRIES

Shri Syed Akhtar Hussain : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAILURE TO HAVE EFFECTIVE CHECK ON INDUSTRIES

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

GOVERNMENT'S INDUSTRIAL POLICY

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

PROGRESS OF INDUSTRIAL DEVELOPMENT

Shri Uddhav Rao Patil : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

VARIED INDUSTRIAL POLICY OF GOVERNMENT IN RESPECT OF
MAJOR INDUSTRIES AND COTTAGE INDUSTRIES

Shri K. R. Veeraswamy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 33—LABOUR DEPARTMENT

IMPLEMENTATION OF SHOPS AND ESTABLISHMENTS ACT

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - سائس اینڈ اسٹابلیشمنٹس ایکٹ کے بارے میں میں نے جو کچھ کہا تھا منسٹر صاحب نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ مبراٹ موشن ووٹ کیلئے رکھا جائے۔

Mr. Speaker: The question is :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

WAGES OF AGRICULTURAL LABOURERS

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - اسکا بھی جواب نہیں ملا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب اسکو بھول گئے ہونگے اپنے کٹ موشن کو وہ ڈرا کرتا ہوں۔

شری ونائک راؤ ودیا لکار - اسکے لئے کمیٹی مقرر ہے۔

The motion was by leave of the House, withdrawn.

CONDITION OF TANNERY AND TEXTILE WORKERS

Shri S. Ramanatham: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

GOVERNMENT'S ATTITUDE TOWARDS TRADE UNIONS

Shri K. Ananth Reddy: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

RETRENCHMENT OF INDUSTRIAL WORKERS

Shri Makhdoom Mohiuddin: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF LABOUR DEPARTMENT

Shri Annajirao Gavane: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

General Budget—Demands for Grants 20th March, 1953. 1175

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 38—DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOYMENT AND FURTHER EDUCATION

GROWING UNEMPLOYMENT IN NIRMAL TALUQ

Shri Gopidi Ganga Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOYMENT

Shri K. Ananth Reddy : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

DEMAND NO. 52—STATIONERY & PRINTING

INEFFICIENCY OF STATIONERY AND PRINTING DEPT.

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Speaker : The question is :

“That the respective sums, not exceeding the amounts shown in the order paper, be granted to the President to complete the sums necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demands Nos. 19, 30, 32, 33, 38 and 52, under the control of the Departments of Commerce & Industries and Labour.”

The Motion was adopted.

As directed by Mr. Speaker, the motions for demands for grants which were adopted by the House are reproduced below—E. D.]

DEMAND NO. 19—MINES DEPARTMENT

“That a sum not exceeding Rs. 1,09,000 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘MINES DEPARTMENT’.”

DEMAND NO. 30—INDUSTRIES

“That a sum not exceeding Rs. 17,29,900 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘INDUSTRIES.’”

DEMAND NO. 32—INSPECTOR OF FACTORIES

“That a sum not exceeding Rs. 1,49,400 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘INSPECTOR OF FACTORIES’.”

DEMAND NO. 33—LABOUR DEPARTMENT

“That a sum not exceeding Rs. 5,76,900 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘LABOUR DEPARTMENT’.”

DEMAND NO. 38—DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOYMENT

“That a sum not exceeding Rs. 2,18,800 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOYMENT’.”

DEMAND NO. 52—STATIONERY AND PRINTING

“That a sum not exceeding Rs. 82,80,000 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during

General Budget—Demands for Grants 20th March, 1953. 1177

the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of
'STATIONERY AND PRINTING'."

Mr. Speaker : We now adjourn till 9 a.m. tomorrow.

The House then adjourned till Nine of the Clock on Saturday, the 21st March, 1953.

